وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (سورۃ ذاریات آیت 56)

جنات کی حقیقت

سوچ کا ایک زاویہ، ایک فکر انگیز اچھوتی تحریر

تحقیق و تصنیف

غلام محمد وامق

An Investigative, A Creative, and Research Based Book.

Scanned by CamScanner

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

جنات کی حقیقت

سوچ کا ایک زاویہ،
ایک فکر انگیز اچھوتی تحریر

تحقیق و تصنیف:
غلام محمد وامق

پبلشرز:

المہران پبلشرز محراب پور سندھ

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے۔

تنبیہ: اس کتاب کا کوئی بھی حصہ پبلشرز کی اجازت کے بغیر کہیں پر بھی شائع کرنا منع ہے۔

بار ---------- اول

تعداد ---------- 500

قیمت ---------- 180/=

غلام محمد وامق

جی ایم ہاؤس نزد سرکاری گودام نیو ٹاؤن محراب پور سندھ

0301-3865701, 0315-3533437

المہران پبلشرز محراب پور سندھ

Scanned by CamScanner

غلام محمد وامق

Scanned by CamScanner

انتساب

والد مرحوم شیر محمد طور کے نام

اور

درج ذیل اپنے اہل خانہ کے نام جنہوں نے میرے اس نئے خیال کی حمایت کی

1۔ محمد جاوید اقبال طور (سب انسپکٹر پولیس سندھ) بیٹا

2۔ محمد عابد طور (بیٹا)

3۔ محمد راشد طور (بیٹا)

و دیگر اہلِ خانہ

Scanned by CamScanner

عنوانات

1۔اصل حقیقت	صائم المصطفےٰ	-------------	6
2۔جن پہ تکیہ تھا	علی ساحل	------------	8
3۔ہم سمجھتے تھے	ڈاکٹر شفیع طور	------------	10
4۔کچھ اپنی طرف سے	غلام محمد وامق	--------	12
5۔قابل غور دلائل		------------------	15
6۔قرآن کریم سے دلائل اور تاریخی حقائق		---------	22
7۔احادیث سے دلائل		------------------	68
8۔چند واقعات		------------------	72
9۔ذاتی مشاہدات		------------------	77
10۔وادی جن		------------------	92

Scanned by CamScanner

"اصل حقیقت"

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا

آدم علیہ السلام کو علم اسماء یعنی ظاہر و باطن کی تمام اشیاء کا نام، اسکی اصل تعریف اور خواص بتا دیئے گئے، جس شے کے متعلق ہمارا علم نامکمل ہوگا، اس کے متعلق غلط فہمیاں ضرور جنم لیں گی، ابلیس کسی نہ کسی روپ میں "علم اسماء" کی غلط تعریف کر کے ابن آدم کو گمراہی میں ضرور ڈالنے کی سعی کرے گا۔ محترم غلام محمد وامق نے بڑے موثر انداز میں "جن" کی ڈیفی نیشن کی ہے۔ یہی "علم اسماء" ہے۔

ہمارے ظاہر میں اچھے اور برے انسان اور باطن میں ہماری دوست اور دشمن قوتیں موجود ہیں۔ مادی جسم کے ساتھ ایک مثالی جسم بھی موجود ہے، جب تک اس مثالی جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، مادی جسم میں بھی تبدیلی نہیں ہوتی، جب مثالی جسم کمزور یا بیمار ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ مادی جسم میں کمزوری یا بیماری کی صورت میں نکلتا ہے۔ مادی جسم شعور اور مثالی جسم لاشعور کی مثال ہے۔ جب مادی دماغ (شعور) کمزور یا بیمار ہوتا ہے تو اسے "لاشعور" یعنی مثالی عالم کی قوتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ عصر حاضر میں اس شعوری کمزوری یا خرابی کا شعور یعنی مادی علاج بذریعہ ادویات موجود ہے۔

معاشرے کے منفی لوگوں (نام نہاد عاملین، باباؤں اور فی سبیل اللہ فنکار) نے ایسی کیفیت میں ہمیشہ ابن آدم کو ماورائی مخلوق سے ڈرا کر اپنا "رزق" حرام کیا ہے۔ کبھی جنات، کبھی

Scanned by CamScanner

بھوت، کبھی پری اور کبھی آسیب کا نام دے کر''علم اسماء'' کی توہین کی گئی۔ جیسے بیج میں مکمل درخت موجود ہوتا ہے۔ ایسے ہی ابن آدم کے دماغ میں تمام راز موجود ہیں۔ جیسے ہی بیج کو مناسب موسم، زمین اور پانی ملتا ہے تو زمین کا سینہ چیر کر دنیا پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وہ راز خاص وقت میں خاص ذہن کا سینہ چیر کر دنیا پر عیاں ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی بیج پودا بنتا ہے اسے گرانے کیلئے ہوائیں، جلانے کیلئے دھوپ اور دیگر رکاوٹیں آتی ہیں مگر ''درخت'' کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک روز پھل اور سایہ دے کر ابن آدم کی خدمت کرتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جناب غلام محمد وامق کا یہ نظریہ، یہ تحقیق، یہ ''جن'' کی ڈیفی نیشن بیج سے پودا اور پودے سے درخت بن کر سایہ دار پھل دے کر بنی نوع کیلئے مستقبل میں مزید راز افشاں کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔ انشاءاللہ

منفی لوگوں، نظریات اور عقائد کے خلاف قلم اٹھانا یعنی جہاد ہے اور میں اس جہاد میں غلام محمد امق کے شانہ بشانہ ساتھ ہوں۔

انشاءاللہ

احقر

ماہر علوم مخفی و آسٹرلوجر

(صائم المصطفیٰ صائم) چنڈ بھروانہ جھنگ

0333-881870

Scanned by CamScanner

جن پہ تکیہ تھا

دنیا میں جب بھی کسی نے سوال اٹھایا ہے اسے پیار سے ناراضی سے یا جبر سے خاموش کرانے کی کوشش ضرور کی گئی ہے، کچھ لوگ پیار سے مان جاتے ہیں، کچھ ناراضی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ جبر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مستقل مزاجی سے اپنا کام جاری رکھتے ہیں اور کسی کی پرواہ کیے بغیر اپنی منزل کی سمت بڑھتے چلے جاتے ہیں، ہمارے دوست غلام محمد وامق بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ہیں، بچپن میں ہمیں بتایا گیا کہ خدا جلال ہے، جبار ہے، قہار ہے، لیکن پھر ہمیں پتا چلا کہ وہ جمیل بھی ہے، وہ کریم بھی ہے اور رحیم بھی ہے، پہلے ہمیں خدا سے ڈرایا جاتا ہے، لیکن حقیقت جاننے کے بعد ہمیں اس سے محبت ہو جاتی ہے اور ہم اس کی محبت میں مبتلا ہو کر ڈرنے لگتے ہیں کہ کہیں وہ ہمارے کسی عمل سے یا کسی بات سے ناراض نہ ہو جائے اور ہم اس سے قریب سے قریب تر ہونے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، اسی طرح ہمیں کسی نے بتایا کہ صفر، یعنی زیرو کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی وہ بے قیمت ہے اور اس کا وجود ایک بے معنیٰ حیثیت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے لیکن پھر ہمیں کسی نے بتایا کہ صفر، منفی ایک (1-) سے بڑا ہوتا ہے اور بات ہمیں کچھ سمجھ آنے لگی اور اس کلیئے کو بنیاد بنا کر بہت سا کام ہونے لگا لیکن ایک ہیولا ایسا بھی ہے جیسا ہمیں بچپن میں بتایا گیا وہ اسی طرح آج بھی ایک ''معمہ'' ہے اور نہ جانے کب تک بنا رہے گا؟ وہ معمہ ہے ''جن'' جس کے وجود کو

Scanned by CamScanner

سمجھنا قطعاً آسان نہیں ہے، قرآن مجید میں ''جن'' کا تذکرہ اور اس کے بارے میں مشہور عقائد سے یہ دنیا آج تک نکل نہیں پائی ہے، ہمارے دوست غلام محمد وامق کی زیر مطالعہ کتاب ''جنات کی حقیقت'' جن کے بارے رائج روایتی عقائد سے نکلنے کا ایک جواز ہوسکتی ہے، اس کتاب میں غلام محمد وامق صاحب بیک وقت دو محاذوں پر نبرد آزما نظر آتے ہیں، مذہب پر تحقیق ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن سوچنے والے اور غور وفکر کرنے والے اس مشکل سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے، میں آج تک غلام محمد وامق کو صرف شاعر سمجھتا رہا لیکن وہ ایک اچھے محقق بھی ثابت ہوئے، انہوں نے جو موضوع اس کتاب کے لئے منتخب کیا ہے وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور توجہ طلب موضوع ہے، عام آدمی ''جن'' کے نام پر بے بس دکھائی دیتا ہے اور آسانی سے ''جن'' کے خوف میں مبتلا ہوکر اپنی کمائی کا خطیر حصہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں پر رکھ دیتا ہے جو ''جن'' اور بنیادی مذہبی تعلیمات سے بالکل نابلد ہوتے ہیں اس کتاب پر اہل دانش اور روحانی پیشوا کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں اس سے قطع نظر میں غلام محمد وامق کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسے موضوع پر سوال اٹھانے میں کامیاب رہا ہے جنہیں عام طور پر موضوع بحث نہیں بنایا جاتا وہ اپنی کوشش میں کتنے کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ تو آپ پڑھنے کے بعد ہی کرسکیں گے لیکن میں اس مسودہ کو پڑھنے کے بعد کم ازکم اس خوف سے آزاد ہوگیا ہوں جسے میرے لاشعور میں گوندھ دیا گیا تھا۔

علی ساحل

چیف ایڈیٹر سہ ماہی نظم نو کراچی

0300-3003033

Scanned by CamScanner

ہم سمجھتے تھے

ہم آج تک جنوں کے متعلق جو بات سنتے آئے تھے اور جو سمجھتے تھے وہ اس طرح سے تھا کہ جنات بھی شیطان کی طرح آگ سے تخلیق کیے گئے ہیں اور یہ دونوں مخلوق بغیر دھویں کی آگ (Without smoke) سے تخلیق کیے گئے ہیں، جبکہ فرشتوں کو نور سے اور آدم کو چکنی مٹی سے بنایا گیا ہے، فرشتوں میں صرف Oblige کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے وہ انکار کرنے کی طاقت اور سوچ ہی نہیں رکھتے، جبکہ جن اور انسان میں انکار اور اقرار کی صلاحیت رکھی گئی ہے، یہی سبب ہے کہ انسان اور جن دونوں قابل احتساب (Accountable) ہیں۔ قیامت کے روز دونوں کا احتساب ہوگا اور ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ نیک اعمال و ایمان والے انس و جن جنت میں جایں گے، اور بد اعمال والے بے ایمان جن وانس دوزخ میں جائیں گے۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہی بات قرآن نے بھی بتائی ہے اور احادیث کے مطابق بھی یہی سچ ہے، اور یہ کہ جنات کو بھی انسان کی طرح نیکی بدی کا اختیار ہے اور یہ مخلوق اپنی ہیت یعنی شکل بدلنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے اور اپنی شکلیں تبدیل کر کے ہی یہ عوام الناس کو بہکاتے ہیں اور شرک پر آمادہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہمارے بڑے بھائی محترم غلام محمد وامق کی تحقیق پڑھنے کے بعد ہم ایک نئے انداز سے سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ دراصل ان دیکھی سرکش اور

Scanned by CamScanner

بد مخلوق بھی جنات ہو سکتے ہیں اور ان کی شکل بدلنے کا مطلب بھی یہی بنتا ہے کہ دشمن کے خفیہ جاسوس جو کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے نئے نئے روپ بھی دھار لیتے ہیں، جس کے باعث نیک لوگ ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں، ایسے ہی خفیہ لوگ یا خفیہ گروہ ہیں جو کہ اللہ کے ولی کا روپ بھی اختیار کر لیتے ہیں، پیروں، فقیرں اور صوفیوں کا روپ بھی بنا لیتے ہیں اور اس طرح نئے نئے وسوسے اور مشرکانہ خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ زیرِ نظر کتاب پڑھنے کے بعد آپ بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ایک نئی علمی تحقیق کا آغاز بھی ہو جائے گا اور بقول بھائی غلام محمد وامق آپ اس سے اختلاف کرنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ اختلاف ضرور کریں مگر ان تمام نکات کا تسلی بخش اور مستند جواب بھی ضرور سوچیں جو کہ اس کتاب میں اٹھائے گئے ہیں، اس طرح ایک نئی بحث کا بھی راستہ کھل جائے گا۔ مگر بحث برائے بحث یا دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے نہیں ہونی چاہیے بلکہ بحث برائے تحقیق اور سچ تک پہنچنے کے لئے ہونی چاہیئے۔

شکریہ

ڈاکٹر محمد شفیع طور

الشفاء کلینک محرا بپور سندھ

300-8314051

Scanned by CamScanner

کچھ اپنی طرف سے

محترم۔ بندہ ناچیز نے دنیا بھر میں سب سے پہلے ''جنات'' سے متعلق انکشاف کیا ہے، کہ ''جن'' کا جو تصور تمام لوگوں کے ذہن میں ہے وہ بلکل غلط ہے، اسلام میں لفظ ''جن'' جراثیم، بیکٹر یا اور خفیہ جانداروں کے لئے استعمال ہوا ہے، انشاء اللہ یہ بات میڈیا پر کسی بھی عالم یا عامل کے سامنے ثابت بھی کر سکتا ہوں برائے کرم مجھے میڈیا پر بلایا جائے یا میرے اس انکشاف کو میڈیا پر مشتہر کیا جائے، شکریہ۔

مندرجہ بالا بیان یا اشتہار میں نے ملک بھر کے تقریباً تمام اہم ٹی وی چینل سے متعلقہ افراد تک بذریعہ SMS پہنچایا مگر کسی نے بھی کوئی توجہ نہیں دی، جبکہ میں نے خود کال کر کے بھی بہت سے اہم چینل والوں کو بتایا مگر نتیجہ صفر۔!

اس کے علاوہ بھی میں نے اس سلسلہ میں کچھ دیگر صحافیوں سے بات کی مگر کسی نے بھی اہمیت نہیں دی۔ چنانچہ میں نے محرابپور کے تمام T.V چینل کے صحافیوں سے ان کے دفتر میں جا کر بات کی اور سب کے سامنے درج ذیل میڈیا بیان بھی دیا کہ دنیا بھر میں پہلی بار اہم انکشاف، دنیا بھر میں جنات کے متعلق جو تصور پایا جاتا ہے وہ غلط ہے، جنات کا اس طرح کوئی وجود نہیں ہے جس طرح عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں، اسلام میں ''جن'' لفظ سے مراد نظر نہ آنے والی مخلوق ہے، جن لفظ سے خاص طور پر جراثیم (Bactaria) وغیرہ مراد ہیں، جس میں بیماری

Scanned by CamScanner

کے جراثیم اور صحت کے جراثیم شامل ہیں، علاوہ ازیں لفظ ''جن'' قرآن میں دیگر معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے، جیسا کہ خفیہ طور پر کام کرنے والے دشمن کے ادارے یا دشمن جاسوس وغیرہ یا انتہائی طاقتور، قدآور اور سرکش جسیم لوگ جن کی طاقت اور قوت سمجھ سے باہر ہو۔ اس کے علاوہ چند اور معنوں میں بھی لفظ ''جن'' استعمال کیا گیا ہے لیکن ''جن'' سے مراد کوئی بھوت یا عفریت وغیرہ ہرگز ہرگز نہیں ہے (واللہ اعلم بالصواب)

لیکن پھر بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا، چنانچہ کافی سوچ بچار کے بعد میں نے یہی بہتر جانا اور یہ ہی فیصلہ کیا کہ اپنے خیالات پر مشتمل ایک کتاب مرتب کر دی جائے، شاید اس سے ہی کچھ اہل نظر کی توجہ اس جانب مبذول ہو سکے اور دنیا بھر کے لاکھوں انسان اس وہم کے شکنجے سے نجات حاصل کر سکیں اور دنیا کا اس قدر فضول ضائع ہونے والا وقت اور فضول خرچ ہونے والی دولت کسی طرح بچ جائے اور آدھی دنیا کم از کم اس وہم سے فارغ ہو کر کچھ تعمیری کاموں میں حصہ لے سکے، خدا کرے کہ میری یہ کاوش کامیاب ہو جائے، یہ یاد رہے کہ میں نے یہ خیال بلا وجہ ہی نہیں اپنا لیا ہے، بلکہ اس سے قبل میں نے کئی سالوں تک غور و فکر کیا ہے اور اللہ سے صحیح سوچ اور فکر کے لئے دعائیں کی ہیں اور کر رہا ہوں، اللہ مجھے گمراہی سے اور ہر طرح کے شرک سے بچائے اور ہر لحمہ میری مدد فرمائے (آمین)۔ اگر ''جن'' سے متعلق میرا یہ نظریہ مکمل طور پر غلط ہے تو میں اپنے اللہ سے اس کے لئے معافی مانگتا ہوں اور قابل قدر علمائے کرام اگر اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں تو مجھے خوشی ہو گی۔

والسلام، طالب دعا

غلام محمد وامق

Scanned by CamScanner

جی ایم ہاؤس نزد سرکاری گودام

نیو ٹاؤن محراب پور سندھ

0301-3865701,

0315-3533437

Scanned by CamScanner

قابل غور دلائل

تخلیق آدم کے ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں کہ اختلافات وتوہمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، چاہے وہ ابلیس کا اختلاف ہو یا آدم کا اختلاف (نافرمانی) ہو یا اولاد آدم قابیل و ہابیل کا اختلاف، اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگر دنیا میں اختلافات نہ ہوتے تو آج دنیا اس قدر سماجی اور سائنسی ترقی کی معراج پر نہ ہوتی، دراصل کسی بھی خیال یا نظریے سے اختلاف کرنا انسان کا بنیادی حق ہے اور انسان کی فکر ونظر کی آزادی سے ہی دنیا ترقی کی منازل طے کرتی ہے ورنہ اگر سب ایک ہی نظریے اور خیال پر متفق ہو کر بیٹھ جائیں تو دنیا کی ترقی منجمد ہو کر رہ جائے، لہٰذا میں جو بات کرنا چاہتا ہوں اس سے اختلاف کرنے کا آپ کو پورا پورا حق ہے، بلکہ لازمی اختلاف کریں ورنہ دنیا کے بڑے بڑے عالموں اور محققین کا دل ٹوٹ جائے گا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان روحانیات اور توہمات میں بھی متضاد خیالات رکھتا ہے، انسان اپنی ابتداء سے ہی مافوق الفطرت ہستیوں اور نادیدہ غیبی طاقتوں پر بھی یقین رکھتا ہے، لیکن ان غیبی طاقتوں کی شکلیں، نام، طریقہ کار اور عوامل جدا جدا ہیں، مثلاً فرشتے، شیاطین، جنات، بھوت، دیو، پریاں، آوارہ روحیں، ہمزاد، وغیرہ یہ تمام غیبی قوتیں ہیں، جن پر مختلف لوگوں کا مختلف انداز سے یقین ہے، ان میں فرشتے، شیاطین، ارواح اور جنات کا ذکر کلام

الٰہی کے ساتھ ساتھ تقریباً تمام الہامی کتابوں اور مذاہب میں بھی موجود ہے ہم ان میں سے صرف جنات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ قرآن اور ہمارے عقیدے کے مطابق جنات یا شیطان آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان مٹی سے، لیکن اس کا طلب یہ نہیں ہے کہ ہم اگر چاہیں تو کسی بھی طرح انسان کے وجود سے مٹی اور جنات سے آگ حاصل کر سکتے ہیں، ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے بلکہ ان کا خمیر مٹی سے اور آگ سے تیار کیا گیا ہے، قرآن کے مطابق جنات ہماری ہی دنیا کے باسی ہیں اور ان کا انسانوں کے ساتھ جو عمل دخل ہے، اس کے بھی ہم سب قائل ہیں، جنات کے بارے میں مختلف ادوار میں مختلف مذاہب اور علاقوں کے علماء و اہل دانش اور مفکرین نے بہت سے متضاد خیالات کا اظہار کیا ہے ہمارے ماضی قریب کے پیش رو، عالم مفکر سر سید احمد خان نے بھی ان نادیدہ قوتوں کے متعلق عام سوچ سے ہٹ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

بہرحال اس بات پر سب متفق ہیں کہ ''جن'' نادیدہ مخلوق کا نام ہے، اب یہ نظر نہ آنے والی اور سمجھ نہ آنے والی مخلوق کیسی ہے؟ ان کی شکل وصورت کیا ہے؟ قد وقامت کیسا ہے؟ رنگ وروپ کیسا ہے، طاقت اور اختیارات کس قدر ہیں؟ اور زبان کون سی بولتے ہیں، اور کن علاقوں میں رہتے ہیں اور ان کی خوراک کیا ہے؟ انسانوں کے ساتھ ان کے تعلقات کس نوعیت کے ہیں اور ان کا کن کن مذاہب سے تعلق ہے، اور کیا جن اور انسان کا تعلق لازم وملزوم ہے، وغیرہ وغیرہ، یہ تمام سوالات جواب طلب ہیں، قرآن پاک میں جنات کا ذکر مختلف انداز سے کئی بار آیا ہے، کلام الٰہی سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح تمام کائنات، نباتات، جمادات، چاند، سورج، دریا، پہاڑ اور جانور اللہ کی عبادت

Scanned by CamScanner

اپنے اپنے طریقوں سے کرتے ہیں، اسی طرح انسان اور جنات بھی اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اکثر مقامات پر جنات کا ذکر انسانوں کے ساتھ ہی کیا ہے جس سے ان کے آپس کے تعلق کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے لیکن شریعت میں جس طرح سے انسانوں کے لئے زندگی گزارنے کا ایک لائحہ عمل ترتیب دیا گیا ہے، اس طرح سے جنات کے لئے بالکل نہیں ہے، حالانکہ ان کا مکمل معاشرہ انسانوں سے الگ ہے، اس حوالے سے ان کے معاشرے کے بارے میں ہمیں قرآن و حدیث میں کوئی واضح حکم نظر نہیں آتا، قرآن میں جنات کے متعلق کہیں پر بھی ایسے احکامات نہیں ہیں جیسے انسانوں کے لیے ہیں، مثلاً عبادت کے احکام، مسجد، نماز، روزہ، حج، زکواۃ، تلاوت، قرآن وغیرہ معاشرتی احکام، ازدواجی احکام، صحت و صفائی اور پاکیزگی کے متعلق احکام، حکومت و عدل کے احکام، شرم و حیا کے احکام، اخلاقیات، نظم و ضبط، بچوں اور بڑوں کے متعلق آداب اور جہاد کے احکامات وغیرہ، کتاب وسنت میں بعض مقامات پر ''جنوں'' کے اہم امور وسوسہ پیدا کرنا، گمراہ کرنا، اور انسانی خون میں شامل ہو کر انسان کو مخبوط الحواس یا مجنوں بنا دینا وغیرہ بیان کئے گئے ہیں اور ممکن ہے کہ لفظ مجنون بھی ''جن'' سے ہی اخذ کیا گیا ہو۔ بہر حال اس طویل تمہید کے بعد ہم اس مسئلے پر غور کریں کہ آج کی سائنس سے کیا چیز پوشیدہ ہے؟ باوجود اس کے کہ وہ تمام چیزیں جو ہم دیکھ نہیں سکتے، چھو نہیں سکتے، محسوس نہیں کر سکتے، سائنس نے ان کا کھوج لگایا ہے، ان کا مصرف بھی ظاہر کیا ہے اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے، مذاہب کے مطابق فرشتے ہماری دنیا کے باسی نہیں ہیں اور نہ ہی کسی انسان سے ان کا براہ راست واسطہ ہے، سوائے انبیاء کرام کے جبکہ روح جب تک انسانی جسم میں ہوتی ہے تو وہ

Scanned by CamScanner

سب کو محسوس ہوتی ہے، تمام انسانی عوامل روح کے باعث ہی ہوتے ہیں، روح جسم سے نکلنے کے بعد دنیا سے تعلق ختم کر لیتی ہے (بعض لوگوں کے عقیدے کے مطابق دنیا سے تعلق قائم رکھتی ہے) اب رہے جنات تو ان کا تعلق براہ راست انسان سے بتایا گیا ہے اور قیامت تک انسانوں سے تعلق قائم رہے گا۔ اب ذرا سوچیئے کہ انسان سے متعلق اس قدر اہم مخلوق جس کا ذکر ہزار ہا سالوں سے مسلسل ہو رہا ہے، کس بنا پر سائنسدانوں سے اب تک مخفی ہے؟ کیا مذہب نے کہا ہے کہ انسان جنوں کی حیثیت کے بارے میں نہیں جان سکے گا؟ بلکہ قرآن تو کہتا ہے کہ پوری کائنات انسانوں کی تسخیر کے لئے ہے۔ آج انسان نئے نئے جہان دیکھ رہا ہے، چاند اور مریخ تک پہنچ رہا ہے، ایسے ایسے مخفی راز جن کا ذکر بھی کہیں نہیں تھا وہ انسان نے آشکار کر دیئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہزاروں سال سے ایک مخلوق جس کا ذکر بار بار ہوتا ہے اور ہماری دنیا میں ہی ہے وہ ابھی تک سائنس سے مخفی ہے؟ اور مزے کی بات یہ کہ ٹونا ٹوٹکا کرنے والے معمولی اور ان پڑھ لوگ جنات کی تسخیر کا اور اسے دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ ان سے ہمکلام ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں، جبکہ سائنس باوجود کوشش کے ابھی تک اس مخلوق سے لاعلم ہے، ذرا گہرائی میں جایئے غور کیجئے اور غیر جانبدارانہ انداز سے سوچیئے ذرا سکوت اختیار کیجئے، جذباتی نہ بنیں، ذرا فکر کریں کہ جنات لاکھوں سال سے اور انسان کی پیدائش سے لیکر اب تک موجود ہیں لیکن سائنس سے مخفی ہیں، جب کہ بیکٹریا (Bacteria) یا جراثیم بھی انسان کی پیدائش سے لیکر اب تک موجود ہیں، اور بیکٹریا کی دریافت آج سے تقریباً 340 سال قبل 1677ء میں لیوون ہاک (Leeuwen hock) نامی سائنسدان نے کی۔ اس سے پہلے اس کا کہیں ذکر تک نہیں تھا۔ کسی کے وہم و

گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی نظر نہ آنے والی مخلوق انسان کے اس قدر قریب ہے، انسان پر اتنا گہرا اثر رکھتی ہے اور ہمیں علم بھی نہیں، یہ انسان کو کمزور اور بے بس کر دیتی ہے اور انسان کو طاقتور بھی بنا دیتی ہے، جس وجود میں گھس جائیں تو اسی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں، جبکہ یہی خصوصیات جنات کی بھی بتائی جاتی ہیں، بیکٹیریا اچھے بھلے لحیم شحیم طاقتور پہلوان کو اٹھا کر پٹخ دیتے ہیں، بیکٹیریا میں اچھے اور برے نگیٹو (-) پازیٹو (+) ہر قسم کے بیکٹیریا ہوتے ہیں جو انسانی صحت و زندگی کے لئے مفید بھی ہیں اور مضر بھی، جو انسان کے لئے سلامتی کا باعث بھی ہوتے ہیں اور فتنہ و فساد کا بھی اور اسی چیز کو انسان کے لئے خیر و شر بھی کہا گیا ہے، قرآن میں انسان کو بار بار فکر کرنے اور غور کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اب ذرا غور فرمائیے کہ جراثیم بھی خدا کی ایک باقاعدہ جیتی جاگتی مخلوق ہے، لیکن ہم انہیں دیکھنے سے بظاہر قاصر ہیں، یہ مخلوق ازل سے انسان کے ساتھ ہے لیکن کیا کسی مذہب نے یا کسی بھی نبی نے اتنی اہم مخلوق کا ذکر کیا ہے؟ اگر نہیں کیا تو کیا ان کا ذکر غیر ضروری تھا۔ کیا جراثیم کے اثرات انسانی زندگی اور معاشرے پر غیر اہم تھے۔ اور کیا جنات کا ذکر اس سے زیادہ اہم تھا؟ اور اگر قدیم دور میں بیکٹیریا کا ذکر کیا بھی جاتا تو کیا انسانی ذہن اسے سمجھ لیتا؟ لہٰذا ایسی صورت میں اس مخلوق کا کیا نام دیا جا سکتا تھا نہ سمجھ میں آنے والی مخلوق؟ یا ''نظر نہ آنے والی مخلق'' یا ''طاقتور خفیہ گروہ'' وغیرہ تو کیا یہ تمام معنی لفظ ''جن'' سے واضح نہیں ہو جاتے؟ ذرا سوچیئے ایک ابدی مخلوق جو انسان کے ساتھ ہے، انبیاء کرام بظاہر اس کا ذکر نہیں کرتے لیکن سائنسدان اس کو ماضی قریب میں بیکٹیریا کے نام سے دریافت کرتے ہیں اور انبیاء کی بتائی ہوئی ایک ابدی مخلوق جو انسان کے ساتھ ہے، سائنس آج تک اس کی دریافت سے قاصر ہے لیکن

Scanned by CamScanner

انبیائے کرام اس کا ذکر ''جن'' کے نام سے کرتے ہیں اگر جنات ایک حقیقت ہیں تو اب تک سائنس کے مشاہدے میں کیوں نہیں آئے؟ اور اگر بیکٹیریا ایک حقیقت ہیں تو انبیاء نے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ اب ذرا غیر جذباتی اور غیر جانبدارانہ انداز سے سوچئے کہ کیا یہ ایک ہی مخلوق تو نہیں ہے جس کا ذکر مذہب اور انبیاء نے ''جن'' کے نام سے کیا ہے، جبکہ اسی مخلوق کو ماضی قریب میں سائنسدانوں نے دریافت کر کے اسے بیکٹیریا (GERM) یا جراثیم کا نام دے دیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

اور ویسے بھی دنیا میں جتنے بھی تسلیم شدہ حقائق ہیں ان میں سے جو اصول بھی پہلی بار دنیا کے سامنے پیش کیا گیا تو اکثریت کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کی گئی، ممکن ہے میرے اس خیال کی بھی مخالفت کی جائے اور عین ممکن ہے کہ آج سے کچھ عرصہ بعد دنیا کا کوئی مشہور دانشور، فلاسفر یا کوئی سائنسدان یہی بات کہے اور پھر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے جن اور انسان کے علاوہ باقی تمام مخلوق صرف کسی مخصوص کام کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے اور ان کو محدود عقل دی گئی ہے، ان کے لئے مخصوص کام کے علاوہ خدا کی طرف سے کوئی دوسرا کام ذمہ نہیں لگایا جاتا، جبکہ انسان کے لئے مختلف حالات میں مختلف احکامات لاگو ہوتے ہیں، اور بیکٹیریا اور جراثیم کے لئے بھی اللہ کی طرف سے مختلف حالات میں ان کی کارکردگی تبدیل ہوتی رہتی ہے، کبھی بیماری کے جراثیم کام کرتے ہیں تو کبھی صحت و تندرستی کے جراثیم اپنا کردار ادا کرتے ہیں، فرض کر لیں اگر فی الحقیقت مفروضاتی جنات کا وجود ہوتا اور انہیں ماورائی طاقت بھی حاصل ہوتی تو دنیا بھر کی خفیہ ایجنسیوں پر بے شمار دولت خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف ایک ایک جن یا موکل رکھ لیا جاتا یا

Scanned by CamScanner

کسی عامل بابا کو ایجنسی میں رکھ لیا جاتا اور ہر مطلوبہ معلومات حاصل کر لی جاتی، لیکن ایسا ممکن نہیں کیوں کہ یہ سب ڈھکوسلے ہیں، مختصر یہ کہ قدیم دور کے لوگوں کو جو بات یا جو چیز سمجھ نہیں آسکتی تھی اسے مذاہب نے جن کے لفظ سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم سے دلائل اور تاریخی حقائق

اب آیئے قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ لفظ ''جن'' کے قرآن میں کیا معنی لئے گئے ہیں لفظ ''جن'' واحد ہے اور اس کی جمع ''جنات'' ہے، قرآن میں کہیں پر بھی لفظ جن کی جمع جنات استعمال نہیں کیا گیا اور نہ ہی یا ایھا الناس کی طرح یا ایھا الجنات کہہ کر پکارا گیا ہے، البتہ جن کے معاشرے کو خطاب ضرور کیا گیا ہے، قرآن میں لفظ جن مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا ہے، مثلاً نظر نہ آنے والی مخلوق، ہر قسم کے بیکٹیریا، جراثیم اور وائرس وغیرہ، شیاطین، دشمن کے جاسوس، انڈر گراؤنڈ تخریبی تنظیمیں، خفیہ سرکش لوگ اور کوئی بھی بدکردار خفیہ شخص۔

قرآن میں کہیں پر بھی یہ نہیں لکھا کہ جنات بدعملی یا کفر کرنے کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے اور نیک اعمال کرنے کے باعث جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ البتہ یہ ضرور لکھا ہے کہ جہنم کو جن اور انسانوں سے بھر دیا جائے گا۔ دیکھئے سورۃ سجدہ آیت 13 ترجمہ ''میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا'' ظاہر ہے کہ انسانوں کو ان کے کفر و شرک کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا، جہاں پر ان کی گندگی، بدبو، پیپ اور لہو ہوگا۔ اور ایسے ماحول میں تو لازمی طور پر جراثیم اور بیکٹیریا ہی ہوں گے۔ اب تاریخی لحاظ سے اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی، جنات نے کیوں نہیں کی؟ علاوہ ازیں کسی بھی دوسری جنگ، غزوہ یا جہاد میں مسلمانوں کی مدد

Scanned by CamScanner

نہیں کی۔ چنانچہ ہمارے نبی ﷺ نے یا کسی بھی صحابہ نے ''جن'' کو اپنا موکل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کسی جن سے ملنے کی کوئی بات کی (البتہ کسی موضوع اور بناوٹی کمزور حدیث میں اطرح کی شاید کوئی بات ہو).

اگر آپ کی غیر موجودگی میں کوئی شخص آپ کی ٹیبل پر مٹھائی کا ڈبہ یا اور کوئی شئے رکھ جاتا ہے اور کوئی بھی اسے دیکھ نہیں پاتا، اور آپ کو بھی علم نہیں ہے تو بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ شاید کوئی جن یہ چیز ٹیبل پر رکھ گیا ہے یعنی نظر نہ آنے والی شخصیت یہ کام کر گئی ہے، چنانچہ نظر نہ آنے والی چیز اور سمجھ نہ آنے والی بات کو ہی ''جن'' اور ''جادو'' کہہ دیا جاتا ہے، اور یہ محاورہ بلکل صحیح ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں لفظ ''جن'' کن معنوں میں اور کن حوالوں سے استعمال ہوا ہے، سورۃ انعام آیت نمبر 100 میں لفظ ''جن'' کے معنی ''شیاطین'' کیا گیا ہے، ترجمہ ''اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے'' تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ ''لوگوں نے اس ذات واحد کو چھوڑ کر جنوں کو اس کا شریک بنا رکھا ہے، حالانکہ وہ خود اللہ کے پیدا کردہ ہیں، مشرکین عبادت تو بتوں کی یا قبروں میں مدفون اشخاص کی کرتے ہیں لیکن یہاں کہا گیا ہے کہ انہوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے، بات دراصل یہ ہے کہ جنات سے مراد شیاطین ہیں اور شیاطین کے کہنے سے ہی شرک کیا جاتا ہے، اس لئے گویا شیطان ہی کی عبادت کی جاتی ہے''۔ چنانچہ یہاں پر بھی لفظ جن کہا گیا ہے، ''جنات'' یا ''جآن'' یعنی جمع کے صیغہ میں نہیں بولا گیا۔ جس طرح سورۃ رحمٰن میں جن کو ''جآن'' کہا گیا ہے یعنی خالق نے جب بھی مخلوق سے خطاب کیا ہے تو جمع کے صیغے میں کیا ہے، جیسے یا ایھا الناس وغیرہ، لیکن پورے قرآن میں کہیں پر بھی یا ایھا

الجن، یاایھاالجنات، یاایھاالجآن، وغیرہ سے جنوں سے خطاب نہیں کیا گیا۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ رب العالمین نے کائنات کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ''وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ الَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ''۰ سورۃ زاریات آیت 56، یہاں پر لفظ''جن'' بھی واحد کے صیغے میں ہے اور''انس'' بھی واحد کے صیغے میں ہے۔اور لفظ''انس'' کے ایک معنیٰ''ظاہر'' کے بھی ہیں، جبکہ لفظ''جن'' کے معنی ہیں''نظر نہ آنے والے''اس طرح مذکورہ آیت کے معنی اور مفہوم بہت ہی زیادہ وسیع ہوجاتے ہیں۔عام طور پر اس آیت کے معنی یہ ہی کئے جاتے ہیں کہ''ہم نے جنوں کو اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''یہ معنی بہت محدود ہیں، اب اگر اس آیت کے معنی اس طرح کئے جائیں کہ''ہم نے ہر نظر نہ آنے والی مخلوق اور نظر آنے والی مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''تو یہ مفہوم بہت زیادہ وسیع اور معنی خیز ہوجاتا ہے،عبادت کے معنی صرف نمازیں پڑھنا،روزے رکھنا،حج کرنا،زکواۃ وغیرہ ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عبادت لفظ عبد سے ہے،جس کے معنی ہیں بندگی،یعنی اللہ کی مرضی اور منشاء کے عین مطابق اس دنیا میں زندگی گذارنا،یعنی نظر نہ آنے والی مخلوق اور قوتیں اور نظر آنے والی قوتیں صرف اللہ کی مرضی کے مطابق ہی کام کریں،جس مقصد کے لئے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ اس مقصد کو پورا کرتے ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں،نظر آنے والی قوت اور مخلوق میں انسان کے علاوہ دیگر حیوانات، جمادات اور حشرات الارض وغیرہ بھی شامل ہیں وہ سب اللہ کی مرضی کے مطابق ہی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ کی بندگی یعنی عبادت کرتے ہیں،مثال کے طور پر ایک درخت کیسے اللہ کی عبادت میں مصروف ہے؟ آپ غور فرمائیں تو یہ بات واضح ہے کہ کوئی بھی پودایا درخت اللہ کے حکم کے

Scanned by CamScanner

مطابق ہی بڑھتا ہے اور پھل، پھول اور خوشبو وغیرہ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں درخت دنیا کی ضرورت کے مطابق کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن بھی خارج کرتا ہے، چنانچہ اکثر دیہی علاقوں میں اب بھی پرانے لوگ، بڑے، بوڑھے یہ کہتے ہیں کہ رات کے وقت درخت کے نیچے نہیں سونا چاہیئے کیوں کہ رات کے وقت درخت کے نیچے سونے سے جنات کا اثر ہو جاتا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ رات کے وقت درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتا ہے جس سے انسان بیمار ہوسکتا ہے، اور بیماری کے جراثیم اثر انداز ہو جاتے ہیں اور اسی کو لوگ جن کہہ دیتے ہیں، بعض گھرانوں میں بڑی بوڑھیاں بچوں کو جماہی آنے پر کہتی ہیں کہ منہ مت کھولو''جن'' پیٹ میں چلا جائے گا۔ ظاہر ہے منہ کھولنے سے جراثیم ہی پیٹ میں جاتے ہیں۔ ان باتوں کا علم قرونِ اُولیٰ کے دور میں اور ہمارے اسلاف کے دور میں نہیں تھا۔ اسی طرح آج کی بے شمار سائنسی تحقیقات بھی پرانے دور میں نہیں تھیں۔ لیکن ان کا احساس اس زمانے کے حکماء اور دانشوروں میں موجود تھا اور اسی احساس کو انہوں نے ماورائی طاقت یا''جن'' وغیرہ کے نام سے متعارف کروانا شروع کر دیا اور اللہ کی ظاہری مخلوق میں صرف انسان ہی واحد مخلوق ہے جسے اللہ نے عمل کے لئے اختیار بھی دیا ہے اور اچھے برے کی سمجھ بھی عطا کی ہے جبکہ اسے عمل کرنے کے لئے آزاد بھی چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہو عمل کرو، لیکن اگر برے عمل کرو گے، لوگوں کے لئے پریشانی اور تکلیف کا سبب بنو گے، زمین میں فتنہ اور فساد پھیلاؤ گے تو اس کی تمہیں سزا بھگتنا پڑے گی اور جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ اگر اللہ کی مرضی کے مطابق عمل کرو گے اس کی ظاہری اور باطنی عبادت کرو گے تو اللہ تمہیں اجر عظیم عطا کرے گا اور اللہ کی رضا کے صلے میں تمہیں جوار رحمت و جنت الفردوس میں جگہ ملے

Scanned by CamScanner

گی وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کی مرضی اور احکام کے مطابق زندگی گزارنے میں اللہ کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مخلوق اللہ کو، کوئی بھی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ بلکہ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے میں یعنی عبادت کرنے میں خود انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے عبادت کرنے میں انسان کا ظاہری فائدہ بھی ہے اور باطنی و روحانی فائدہ بھی ہے اور جسمانی فائدہ بھی ہے۔ بیماریوں سے حفاظت بھی ہے اور دنیا کی خوشحالی و ترقی بھی ہے، ابن آدم (انسان) کے علاوہ دیگر کسی بھی مخلوق کو اپنی مرضی کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ چنانچہ دیگر مخلوقات اپنی جبلت و عادت کے مطابق ہی زندگی گزارتے ہیں وہ ابن آدم کی طرح چاند اور دوسرے سیاروں کو تسخیر کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نظر نہ آنے والی مخلوق جنات بیکٹیریا کی جو ڈیوٹی Duty لگائی ہے وہ صرف اسے ہی ادا کرتے رہتے ہیں، ان میں برے جراثیم اپنی ڈیوٹی کرتے ہیں اور اچھے جراثیم اپنی ڈیوٹی کرتے ہیں، اسی طرح زیر زمین کام کرنے والے افراد بھی اچھے یا برے اپنے اپنے فرائض انجام دیتے رہتے ہیں، جن کا عام انسانوں کو علم ہی نہیں ہوتا، انہونی، یا ناقابل یقین واقعہ دیکھ کر لوگ یہی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو کسی مافوق الفطرت مخلوق یا ''جن'' کا کارنامہ ہے۔

مثال کے طور پر حضرت عمرؓ کے دور میں جب مسلمانوں نے ایران فتح کیا اور ایرانیوں سے جنگ کے دوران صحابہ نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے تو دوسرے کنارے پر موجود ایرانی لشکر کے سپاہی یہ عجیب منظر دیکھ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے کہ ''جن'' آ گئے۔ یہ انسان نہیں یہ تو جن ہیں، علاوہ ازیں تاریخ میں بے شمار واقعات ایسے بھی ہیں کہ کسی ویران، سنسان صحرا، پہاڑوں یا کسی

کھنڈر وغیرہ میں زیر زمین لوگوں کی کارروائیوں کو دیکھ کر انہیں جنات کی کارروائی یا جنات ہی سمجھا گیا۔لیکن کسی بہادر اور نڈر انسان نے ان کو بے نقاب کیا تو اصل حقیقت سامنے آئی ، تاریخ اسلام میں اور دنیا کی تاریخ میں بھی کتنے ہی ایسے واقعات ہیں کہ مختلف فتنہ پرور تنظیموں اور گروہوں نے مافوق الفطرت اور ماورائی قسم کا ماحول اور حالات پیدا کر کے لوگوں کو جنات وغیرہ کا تاثر دیا اور اپنے مذموم مقاصد پورے کیئے ، چنانچہ دین میں بھی فتنے پیدا کیئے اور زمین میں بھی فساد برپا کیا گیا۔ دنیا کے اکثر مقامات پر اور کئی ملکوں میں آج بھی کتنی ہی خفیہ تحریکیں اور این جی اوز (N.G.O) کام کرتی ہیں اور دنیا کا اور ملکوں کا نقشہ اور حالات بدل دیتی ہیں اسی طرح کی کارروائیاں کرنے والوں کو بھی قرآن میں ''جن'' کہا گیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

مقصد یہ کہ لفظ ''جن'' کو قرآن میں وسیع معنی میں استعمال کیا گیا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورۃ انعام آیت نمبر 112 میں فرمایا گیا ہے ترجمہ ''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن پیدا کیئے ، شیاطین ، انسان اور جن'' ان میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈال کر دھوکہ دیتے رہتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے ، سو ان کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے''۔اب دیکھئے

مندرجہ بالا آیت میں الگ الگ نام سے ذکر کیا گیا ہے شیطان انسان اور ''جن'' جبکہ قبل ازیں سورۃ انعام کی ہی آیت 100 میں صرف لفظ ''جن'' استعمال کیا گیا ہے۔جس کا ترجمہ علماء نے ''شیطان'' کیا ہے، جبکہ مذکورہ آیت 112 میں لفظ شیطان اور ''جن'' جدا جدا استعمال کیا گیا ہے، اگر بقول مترجم

Scanned by CamScanner

شیطان اور جن ایک ہی معنیٰ ہے تو رب العالمین نے ایک ہی جملے میں دونوں الفاظ ایک ساتھ کس لئے استعمال کئے ہیں؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت نمبر 100 میں لفظ جن کے معنی شیطان نہیں ہو سکتے، بلکہ یہاں پر جن کے معنی ''ان دیکھی مخلوق'' ہی ہو سکتا ہے اور بلا شبہ ان دیکھی طاقتوں کی پرستش اور پوجا قدیم دور میں بھی کی جاتی تھی اور آج بھی کی جاتی ہے، چنانچہ شیطان جیسا کہ وہ بھی ان دیکھی مخلوق ہے اور اس کے چیلے چانٹے بھی خفیہ طور پر ہی لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں، لہٰذا شیطانوں کی پرستش بھی لوگ کرتے تھے اور کرتے رہے ہیں، چنانچہ سورۃ انعام ہی کی آیت 128 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ''اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع کرے گا، کہے گا اے جماعت جنوں کی تم نے انسانوں میں سے بہت سوں کو اپنایا (یعنی ان پر اپنا اثر ڈالا، وسوسہ ڈالا یا بہکایا)۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار ہم میں سے ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، اور ہم اپنی اس معینہ معیاد تک آپہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی تھی۔ اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے، جب تک اللہ چاہے گا، بے شک تیرا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے''۔ مذکورہ آیت کا یہ جملہ کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، بڑا معنی خیز ہے، یعنی جنوں نے بھی انسانوں سے فائدہ حاصل کیا، یہاں پر بھی لفظ ''جن'' بجائے جمع کے واحد استعمال کیا گیا ہے یعنی خفیہ گروہ، ان دیکھے اور غیر محسوس طریقے سے، وسوسہ ڈالنے والے، برغلانے والے، لالچ دیکر گمراہ کرنے والے گروہ اور جماعتیں، جو خود بھی اپنا ناجائز مفاد حاصل کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی ناجائز فائدہ دیکر گمراہ کرتی رہتی ہیں، ہم اس طرح کے مشاہدے آج کے دور میں بھی اکثر

Scanned by CamScanner

کرتے ہی رہتے ہیں۔

اب دیکھیے سورۃ انعام کی ہی آیت نمبر 130 ترجمہ ''اے جماعت جن و انس کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو آج کے دن کی خبر دیتے'' مذکورہ ترجمہ کی تفسیر میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ''جنات میں کوئی پیغمبر نہیں آیا بلکہ ہمارے پیغمبر ہی جنات کے بھی پیغمبر ہیں، یا قبل از آدم شاید جنات میں کوئی پیغمبر آئے ہوں''۔ آپ غور فرمائیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن کا سارا خطاب ابن آدم سے ہے، قبل از آدم اگر کچھ ہوا بھی ہے تو اس سے ابن آدم کا یا ہمارے دور کے جنات کا کیا واسطہ؟ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسول دنیا میں صرف ابن آدم کی ہدایت کے لیے ہی آئے ہیں، کسی اور مخلوق کے لیے نہیں، چنانچہ یہاں پر لفظ جن خفیہ طور پر سرگرمیاں کرنے والوں کے لیے یا مشکل ترین اور ناممکنات قسم کے کام کرنے والوں کے لئے، انتہائی طاقتور اور اعلیٰ ذہن کے سرکش لوگوں کے لئے ہی استعمال کیا گیا ہے، اگر بالغرض یہاں پر لفظ جن سے مراد جراثیم Bactaria وغیرہ لے لیں تو بھی یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ جراثیم ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اور ہمارے اچھے اور برے اعمال میں اور سوچ میں جراثیم کا بھی برابر کا حصہ ہے، لہٰذا ابن آدم کی طرف بھیجے گئے انبیاء انسانوں کے جراثیم پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں، علاوہ ازیں قرآن میں خطاب بھی جنوں کی جماعت (معاشرہ) اور گروہ سے ہی ہے جو اجتماعی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں، یہ باتیں قرآن میں غور وفکر کرنے سے ہی سمجھ میں آتی ہیں، اس لئے بار بار قرآن میں غور وفکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں جنوں کی خوراک مرے ہوئے جانوروں کی ہڈیاں بھی بتایا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے

Scanned by CamScanner

کہ مرے ہوئے جانوروں کی ہڈیاں کسی مسلمان کے لئے تو حلال ہو نہیں سکتی، تو عام روایتی جن، جو کہ مسلمان بھی ہوں تو ان کے لئے حرام ہڈیاں کیسے جائز ہو سکتی ہیں؟ اگر جائز ہیں تو پھر اس طرح کے الگ سے احکام کہاں پر لکھے گئے ہیں؟ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہڈیاں جراثیم وغیرہ کی خوراک ہیں یا پھر کتوں وغیرہ کی، جبکہ ہڈیوں پر جراثیم ہی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسنون دعاؤں میں ہم سیکھتے ہیں کہ واش روم (wash Room) وغیرہ میں جانے کی دعا یہ ہے ترجمہ ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر طرح کے خبائث سے (مذکر اور مادہ خبائث سے)'' اگر آج کے دور میں ہم جائزہ لیں تو آج کل اکثر واش روم اس قدر صاف ستھرے، چمکدار اور خوشبودار ہوتے ہیں کہ درمیانہ طبقہ کے گھر اور بیڈروم بھی اس قدر صاف ستھرے، خوبصورت نہیں ہوتے تو خبائث وہاں پر کہاں سے آئے؟ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ انسان کے فضلات میں جو جراثیم ہوتے ہیں ان سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ چنانچہ میرے اس نظریئے کے ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ تقریباً آدھی دنیا کا کاروبار جو کہ نظریہ جن سے وابستہ ہے اور دنیا کے ہر علاقہ میں اس نظریے پر باقاعدہ بزنس اور کاروبار ہو رہا ہے جو کہ اب پھیل کر میڈیا پر بھی ہو رہا ہے، چنانچہ اکثر میڈیا والوں کا ذریعہ معاش اور روزگار بھی نظریہ جن کے پھیلانے پر منحصر ہو گیا ہے اور یورپ میں تو اس نظریے پر فلمیں بھی بن رہی ہیں جو کہ بڑے شوق سے دیکھی جا رہی ہیں۔ ان سب لوگوں کا روزگار اور ذریعہ معاش ختم ہو کر رہ جائے گا بے شمار عامل پیر اور پنڈت بھی بے روزگار ہو کر رہ جائیں گے بہر حال جھوٹے اور فراڈیوں کا نیٹ ورک بند ہو جائے تو بہتر ہی ہوگا، کیونکہ اللہ کے بیشمار غریب اور مسکین بندے فریبیوں کے چنگل سے بچ جائیں گے۔

Scanned by CamScanner

اب ملاحظہ فرمائیں سورۃ نمل آیت نمبر 15۔ ترجمہ اور ہم نے یقیناً داؤد اور سلیمان کو علم دے رکھا تھا''۔

مندرجہ بالا ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت داؤد اور اس کے بیٹے حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی علم عطا کیا تھا جو دیگر پیغمبروں کو نہیں عطا کیا گیا۔ مثلاً داؤد کے ہاتھوں میں لوہے کا موم بن جانا، پہاڑوں کا اس کے ساتھ بلند آواز سے تسبیح کرنا وغیرہ جبکہ حضرت سلیمان کو تمام جانور اور شرات الارض کی زبان سمجھنے کا علم دیا گیا تھا۔ نیز ان کے کنٹرول میں ہوا اور ہوا میں جو بھی جراثیم اور مخصوص قوتیں ہیں انہیں بھی حضرت سلیمان کے ماتحت کردیا گیا تھا اور انہی مخصوص علوم اور قوت کے ذریعے حضرت سلیمان کا تخت ہوا میں اڑتا تھا اور آپ کی مرضی کے مطابق جہاں چاہتے ہوا ان کے تخت کو پہنچا دیتی تھی اور شاید اسی سوچ کے تحت ہمارا آج کا ہوائی جہاز اور دیگر خلائی جہاز تیار کئے گئے ہیں اور اسی طرح کے مخفی اور پر اسرار علوم اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کے مشیروں، سرداروں، وزیروں اور حاشیہ نشینوں کو بھی عطا کیے تھے۔ دیکھئے سورۃ نمل آیت نمبر 17، ترجمہ ''سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات (قرآن میں لفظ جن استعمال ہوا ہے) اور انسان اور پرند میں سے جمع کئے گئے (ہر ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بند کردی گئی''۔ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے سامنے سارے کے سارے جنات انسان اور پرندے حاضر نہیں کیے گئے بلکہ مذکورہ مخلوقات میں سے صرف مخصوص اور انتہائی اہم نمائندے جمع کئے گئے تھے، اب اس سورۃ نمل کی آیت نمبر 38، 39 اور 40 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے، جو کہ انتہائی اہم اور قابل غور ہے، ترجمہ ''آپ (سلیمان) نے فرمایا اے سردارو تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے

Scanned by CamScanner

سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے؟'' آیت 38 ''ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں، اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں، یقین مانیئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار، آیت 39 ''جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں، اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں'' آیت 40، اب ذیل میں ہم اس ترجمہ کی تفسیر لکھ دیتے ہیں، جو کہ قرآن کریم میں لکھی گئی ہے، تفسیر آیت 39 ''اس سے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً ایک جن ہی تھا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقابلے میں غیر معمولی قوتوں سے نوازا ہے، کیوں کہ کسی انسان کے لیئے چاہے وہ کتنا ہی زور آور ہو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ بیت المقدس سے مآب یمن (سبا) جائے اور پھر وہاں سے تخت شاہی اٹھالائے اور ڈیڑھ ہزار میل کا یہ فاصلہ جسے دو طرفہ شمار کیا جائے تو تین ہزار میل بنتا ہے، 3-4 گھنٹے میں طے کر لے، ایک طاقتور سے طاقتور انسان بھی اول تو اتنے بڑے تخت کو اٹھا ہی نہیں سکتا اور اگر وہ مختلف لوگوں یا چیزوں کا سہارا لے کر اٹھوا بھی لے تو اتنی قلیل مدت میں اتنا سفر کیوں کر ممکن ہے'' تفسیر آیت نمبر 40، یہ کون شخص تھا جس نے یہ کہا؟ یہ کتاب کون سی تھی؟ اور یہ کیا علم تھا؟ جس کے زور پر یہ دعویٰ کیا گیا؟ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان تینوں کی پوری حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، یہاں قرآن کریم کے الفاظ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ اتنا ہی ہے کہ وہ کوئی انسان ہی تھا جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا۔ وغیرہ۔

اب ہم مذکورہ بالا ترجمہ اور تفسیر کا ذرا باریک بینی سے تجزیہ کرتے ہیں، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت سلیمان کا پورا دور ہی پر اسرار علوم کا دور تھا

Scanned by CamScanner

اور حضرت سلیمان کے جو بھی حاشیہ نشین تھے ظاہر ہے کہ وہ کوئی عام شخصیات نہیں ہوں گی، اس لئے سلیمان نے بھی صرف اپنے دربار کے سرداروں سے ہی یہ استفسار کیا کہ آپ میں سے کوئی ہے جو ملکہ سبا کے مسلمان یعنی فرماں بردار ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت یہاں میرے پاس لے آئے اور یہ سن کر مخلوق جن میں سے ایک انتہائی پراسرار اور قوی ہیکل مخلوق نے کہا کہ آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہی میں ملکہ بلقیس کا تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں، اب اس جملہ کے مترجم نے اس مخلوق کے فرد کو قوی ''ہیکل جن'' لکھا ہے اور مفسر صاحب نے بھی اس کی تائید میں یہ ہی لکھا ہے کہ ''وہ یقیناً ایک جن'' ہی تھا۔ حالاں کہ قرآن کریم میں اس کے لئے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ یوں ہیں ''قال عفریت مِنَ اِلجن'' اور یہاں پر بھی لفظ ''جن'' حسب معمول واحد کے صیغہ مین استعمال کیا گیا ہے، مترجم نے اس کے معنیٰ کیے ہیں کہ ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا، حالاں کہ اس کے لفظی معنیٰ بنتے ہیں ''جن میں سے ایک پراسرار شخص نے کہا'' اور لغت میں لفظ ''عفریت'' کے معنیٰ لکھے گئے ہیں، بھوت پریت، دیو، جن، ہولناک پراسرار چیز، قوی ہیکل، وغیرہ، لفظی معنیٰ کے حساب سے اس جملہ کے معنیٰ بنتے ہیں کہ ''جن میں سے جن یا پراسرار چیز نے کہا'' اب اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جن تو خود پراسرار چیز سمجھا جاتا ہے تو یوں اس کے معنیٰ بے معانی بن جاتے ہیں لیکن اگر ہم صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے لفظوں کا صحیح معنیٰ کریں تو مذکورہ جملہ کے معنی یوں بھی بن سکتے ہیں کہ ''خفیہ ادارے کے ایک خفیہ شخص نے کہا'' یا ''ہوا کی خفیہ قوتوں میں سے ایک پر اسرار قوت نے کہا'' اب اس طرح بات سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہوا کی وہ قوتیں جو کہ حضرت سلیمان کا تخت اٹھا کر چشم زدن میں کہیں

Scanned by CamScanner

سے کہیں پہنچا دیتی تھیں تو کیا وہی قوتیں یا وہ قوت ملکہ سبا بلقیس کا تخت 4,3 گھنٹے میں اٹھا کر حضرت سلیمان کے پاس نہیں پہنچا سکتی تھیں؟ بلکل پہنچا سکتی تھیں۔ اب رہا مسئلہ اس شخص کا جس کے پاس کتاب کا علم تھا اور جسے مفسرین نے بالاتفاق انسان ہی قرار دیا ہے لیکن اس کے علم کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ کیا علم تھا اور وہ کتاب کون سی تھی؟ تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ آج بھی اکثر اہل علم جانتے ہیں کہ ایک زمانہ دنیا پر ایسا بھی گزرا ہے جس میں بعض انسانوں کے پاس انتہا درجہ کے روحانی اور باطنی علوم ہوتے تھے۔ خاص طور پر یونان اور بابل کے ممالک میں اور جو کہ آج کے دور میں ناپید ہو چکے ہیں۔ یاد رہے کہ ان علوم کے عامل روایتی جنات سے کام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی موکل جن وغیرہ ہوتا تھا۔ بلکہ وہ ایسے علوم تھے جنہیں آج کے دور میں سمجھنا ناممکن ہے، غالب امکان ہے کہ ایسے ہی علوم حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کے دور میں بھی ہوتے تھے اور یہ علوم اس زمانے میں جائز سمجھے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں آج کے دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ خلائی راکٹ یا سیاروں پر جانے والے جہاز کس قدر اسپیڈ سے جاتے ہیں ہم T.V کے ذریعے ہزاروں میل دور سے ایک لمحے میں ہر طرح کی آواز بھی سن لیتے ہیں اور تصاویر اور مناظر بھی دیکھ لیتے ہیں، فیکس مشین کے ذریعے کوئی بھی تحریر اور تصویر جوں کی توں ایک لمحے میں ہزاروں میل دور بھیج دیتے ہیں، اس کے علاوہ آج ٹائم مشین کے بارے میں بھی سوچا جارہا ہے اور کسی بھی مادہ کو اور انسان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ فیکس کی طرح منتقل کرنے کے متعلق بھی باتیں ہو رہی ہیں اور آج کا انٹرنیٹ تو ایک کھلا معجزہ نظر آتا ہے، اگر ایک انسان کا دماغ اس قدر ترقی کر سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق کو یا اپنے کسی بندے کو اس طرح کا علم عطا نہیں کر سکتا

Scanned by CamScanner

؟بلکل کرسکتا ہے اور یہ چیز اللہ کی قدرت کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے تو اب ذرا غور فرمائیے کہ اللہ کا ایک ایسا بندہ جس کو اللہ نے کتاب کا علم یعنی اپنا کوئی مخصوص علم دیا ہے تو اس کے لیے بلقیس کا تخت یمن سے بیت المقدس تک ایک لمحہ میں لیکر آنا کون سا مشکل کام ہوسکتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی سے اب تک ہم نے قرآن کریم میں استعمال ہونے والے لفظ ''جن'' کے حقیقی معانی سمجھنے کی کوشش کی ہے اب ایک لمحہ کے لیے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ''روایتی جن'' ہوتے ہیں تو اس پس منظر میں جنوں کے متعلق پھیلائے گئے قصے کہانیوں پر بھی چند سوالات پیدا ہوتے ہیں، مثال کے طور پر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ فلاں گھر کے کمرے میں جن ہیں، اس کمرے میں مت جاؤ، فلاں میدان میں فلاں کھنڈرات میں جنات ہیں، اس طرف سے مت گذرو، فلاں درخت پر یا جنگل کے اس حصے میں جنات ہیں اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ وغیرہ، تو کیا جنات بے چارے اس قدر بے بس ہیں کہ وہ ایک مخصوص اور محدود مقام سے آگے نہیں جاسکتے اور جو شخص اس مقام پر جائے تو تب ہی نقصان پہنچاتے ہیں باقی وہ ایک دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے؟ دوسری طرف ہم اس طرح کے دعوے بھی سنتے ہیں کہ فلاں شخص کو جن نے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں پہنچادیا، کسی کے موکل جن نے کوئی بہت بڑا کارنامہ کسی دوسرے ملک میں جاکر انجام دے دیا وغیرہ، ابھی تک ہم یہ ہی طے نہیں کر پائے ہیں کہ جنات ایک جگہ پر ہی محدود یعنی قید ہوتے ہیں یا پھر وہ ہر جگہ ہر وقت آنے جانے کے لئے آزاد ہوتے ہیں یہ کیا مذاق ہے؟ اس کے علاوہ جنات کا ایک اور دلچسپ پہلو جس پر آپ نے شاید کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا، وہ یہ ہے کہ جنات کی ہر طرح کی کاروائی صرف رات کے وقت ہی

Scanned by CamScanner

ہوتی ہے اور وہ بھی اندھیرے میں۔ کبھی کسی ''جن'' میں اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ دن کی روشنی میں بھی کوئی کاروائی کر سکے یا اپنے وجود کا ثبوت دے سکے۔ بقول شاعر ''جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے'' اور اگر دنیا میں کہیں پر بھی کوئی بھی روایتی جن ہوتا تو پوری دنیا کو پریشان اور تنگ کرنے کے لئے وہ اکیلا ہی کافی ہوتا، مزید آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ (عقلمند را اشارہ کافی است)

اب دیکھئے سورۃ سبا کی آیت نمبر 8 میں لفظ جن کا ترجمہ ''دیوانگی'' کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو ترجمہ ''ہم نہیں کہہ سکتے کہ خود اس نے ہی اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے، یا اسے دیوانگی ہے'' میرے نظریئے کے مطابق بھی یہ ترجمہ بلکل درست ہے، وہ اس طرح کہ دیوانگی یا جنون ایک ذہنی، نفسیاتی مرض ہے، جو کہ بظاہر نظر نہیں آتا، جسم پر کوئی چوٹ، زخم یا بخار، پھوڑا، پھنسی وغیرہ تو محسوس کئے جا سکتے ہیں اور دیکھے بھی جا سکتے ہیں لیکن نفسیاتی مرض دکھائی نہیں دیتا اور یہ مرض بھی جراثیم کے دماغ پر کنٹرول کرنے سے یا ان دیکھی وجوہات کے باعث ہی ہوتا ہے، اس لئے اسے جنون یا دیوانگی کہا جاتا ہے اور ایسے مریض کو بعض اوقات یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ اس پر جنات کا اثر ہو گیا ہے اور ان تمام باتوں کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے، مذکورہ ترجمہ کو اگر ہم یوں پڑھ لیں کہ ''ہم نہیں کہہ سکتے کہ خود اس نے ہی اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے، یا اس پر جنات کا اثر ہے'' تب بھی مطلب تقریباً ایک ہی بنتا ہے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض بنتا ہے کہ نبی ﷺ پر جنات کا اثر کیسے ہو سکتا ہے؟ (اگر جنات فی الواقع ہوتے ہوں)۔

آگے اسی سورۃ سبا کی آیت نمبر 12 کا ترجمہ ملاحظہ ہو ''اور جنات میں سے بعض اس کے رب کے حکم سے اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے''

اب ذرا غور فرمایئے قرآن شریف میں یہاں پر بھی حسب معمول لفظ ''جن'' واحد میں استعمال کیا گیا ہے اور ان کا ترجمہ ''جنات'' یعنی جمع کے صیغہ میں کیا گیا ہے حالانکہ اگر ہم لفظ ''جن'' کے اصل بنیادی معنی ''خفیہ مخلوق'' یہاں پر استعمال کرتے تو مقصد مزید واضح ہوسکتا تھا جو کہ یوں بنتا ''اور خفیہ مخلوق میں سے بھی بعض اس کے رب کے حکم سے اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے'' اب آپ خود دیکھ لیجئے کہ مطلب کس قدر واضح ہو جاتا ہے علاوہ ازیں قرآن کے مترجم کے مطابق بھی اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ تمام جنات حضرت سلیمان کے ماتحت نہیں تھے بلکہ ان میں سے کچھ ''جن'' ان کے ماتحت تھے۔ جبکہ آج دنیا کے تمام اہل کتاب لوگ تمام جنات کو حضرت سلیمان کے ماتحت ان کے امتی اور غلام قرار دیتے ہیں۔ اس پر مزید سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ ہمارے بعض اسلاف نے یہ من گھڑت قصہ بھی گھڑ لیا ہے کہ خدا کے حکم سے فرشتے اپنے ہاتھوں میں آگ کے سونٹے (کوڑے) لے کر ان جنات کی نگرانی کرتے تھے اور جو بھی جن حضرت سلیمان کے حکم سے روگردانی کرتا تھا تو اس کو آگ کے سونٹوں سے مارتے تھے جس کے باعث وہ جن وہیں پر جل کر مر جاتا تھا یہ کیا مذاق ہے؟ کیا اس طرح سے ہم قرآن کی تفسیر کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں؟ (استغفر اللہ)۔ جب اللہ کے حکم سے جنات ماتحت تھے تو انہیں مار کر قابو کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

سورۃ سبا کی آیت نمبر 14 کا ترجمہ ہے ''پھر جب ہم نے ان پر (یعنی حضرت سلیمان پر) موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی (موت کی) خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے (دیمک) کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا، پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس

Scanned by CamScanner

ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے''۔ اب دیکھئے یہاں پر بھی بات جنات یعنی جمع کے صیغے میں ہی ہو رہی ہے جبکہ قرآن میں یہاں پر بھی لفظ ''جن'' استعمال کیا گیا ہے جو کہ واحد کے صیغہ میں ہے چنانچہ اس ترجمہ کے پس منظر پر غور کریں تو ہمیں عجیب سی صورتحال نظر آتی ہے کہ جنات بڑے بڑے قلعے محل اور عمارتیں وغیرہ بنا رہے ہیں، بڑے بڑے مشکل کام سرانجام دے رہے ہیں پہاڑ مسمار ہو رہے ہیں، کٹ رہے ہیں اور ان سے محلات اور بڑی خوبصورت عمارات بن رہی ہیں، دھڑا دھڑ کام ہو رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام بڑے بڑے ماہر انجینئر، آرکیٹیکچر اور ماہر فن لوگوں کی نگرانی میں ہی ہو رہا ہوگا۔ چنانچہ اس کام سے کچھ جنات بچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کام سے بچنے کی اور بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر فرشتے ہیں کہ انہیں پکڑ پکڑ کر لا رہے ہیں، ان سے زبردستی کام کروا رہے ہیں اور جو ''جن'' کام نہیں کرتا انہیں کوڑوں سے مار رہے ہیں۔ یہ سارا منظر ایسا لگتا ہے جیسے ہمارے ہاں جیلوں میں قیدیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ یا پھر بیگار کیمپوں میں اغوا کئے گئے لوگوں سے کام لیا جاتا ہے، جبکہ کام کرنے والے بھاگنے کے چکر میں ہوتے ہیں، اگر ہم ذرا غور کریں تو ایسا ممکن نظر نہیں آتا، یہ اسی دنیا کی بات ہے، اسی زمین اور پہاڑوں کی کہانی ہے کیا اتنے بڑے بڑے پراجیکٹ تیار کرنے والے مشقت کے کام کرنے والے جنات کو عام لوگ بھی دیکھتے تھے؟ شاید نہیں۔ ذرا سوچیئے بڑے بڑے پہاڑ خود بخود کٹ رہے ہیں، اور بھاری بھاری پتھر ہوا میں اڑتے ہوئے خود بخود آ کر فٹ ہو رہے ہیں اور خود بخود عمارت تیار ہو رہی ہے تو لوگ کس قدر حیران ہوتے ہوں گے کیا اس بات کا تذکرہ ہے کہیں پر؟ اگر ہم لفظ ''جن'' کے معنی انتہائی طاقتور، وحشی اور سرکش لوگ کر لیں تو سارا معاملہ سمجھ میں آ جاتا ہے، یعنی انتہائی

Scanned by CamScanner

طاقتور، ماہر تعمیرات، جفاکش اور وحشی قسم کے سرکش لوگ جو کسی کے کنٹرول میں نہیں آتے تھے، ان کو اللہ نے حضرت سلیمان کے قابو میں کر دیا تھا، چنانچہ وہ بادل ناخواستہ حضرت سلیمان کے ماتحت کام کرنے پر مجبور تھے۔ اور جب تک حضرت سلیمان زندہ تھے تو وہ ان کے خوف سے یا ان کے ساتھ عقیدت و محبت کی وجہ سے کام کرتے تھے، جب حضرت سلیمان کی وفات کا حکم آیا تو اس وقت جن پراجیکٹ پر کام ہو رہا تھا وہ ابھی ادھورے تھے لہٰذا حضرت سلیمان ان کے سامنے ایک تخت پر ایک عصا (ڈنڈے) کا سہارا لیکر یا اس کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تا کہ مزدور لوگ (جنات) انہیں موجود سمجھ کر کام کرتے رہیں، یہاں تک کہ حضرت سلیمان کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی اور کام کرنے والے لوگوں کو علم ہی نہ ہو سکا ایک مدت تک وہ کام کرتے رہے اور جب کام مکمل ہو گیا تو حضرت سلیمان کے ڈنڈے کو دیمک نے کھا لیا اور وہ گر پڑے تو ان لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم تو لاعلمی میں کام کرتے رہے اور خواہ مخواہ ذلت کے عذاب میں مبتلا رہے، اگر ہمیں ان کی موت کا علم ہو جاتا تو ہم اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتے، اب ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے پاس جنات کے بارے میں جو تصورات ہیں وہ کیا ہیں، جنات ہر شخص پر قابو پا سکتے ہیں، وہ دور دراز مقامات سے جو چیز چاہیں اٹھا کر لا سکتے ہیں، سونا چاندی یا رقوم وغیرہ بھی لا کر دے سکتے ہیں۔ وہ غیب کی باتیں بھی بتا دیتے ہیں جو شکل چاہیں بدل سکتے ہیں مثال کے طور پر بلی، کتا، بکری، چمگادڑ، الو، بندر یا کسی بھی انسان کی شکل وغیرہ۔ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں، ہر قسم کا راز بھی بتا سکتے ہیں ہر شخص کا حال بتا سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ مطلب کہ جن ہر وہ کام کر سکتا ہے جو ہمارے لئے ناممکن ہو، سوائے زندگی دینے کے۔ چنانچہ اب آپ دیکھئے کہ حضرت سلیمان کے ماتحت اتنے

Scanned by CamScanner

سارے جنات کام کر رہے تھے وہ بھی مجبوری میں اور کچھ جنات ایسے بھی تھے جو ان کے ماتحت نہیں تھے۔اب کام کرنے والے جنات کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت سلیمان ایک ہی جگہ پر بے حس وحرکت بیٹھے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں اور نہ حاجات ضروریہ سے فارغ ہوتے ہیں، آخر کیا مسئلہ ہے پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا حالانکہ وہ جنات ہر جگہ بغیر روک ٹوک کے جاسکتے ہیں انہیں اتنی بھی سمجھ نہیں ہے؟ جبکہ دوسری جانب وہ اتنے بڑے بڑے مشکل کام سرانجام دے رہے ہیں جنہیں دیکھ کر ماہر انجینئر اور ڈیزائنر، آرکیٹیکٹ بھی حیران رہ جائیں، یاد رہے کہ انہوں نے ہی حضرت سلیمان کے لئے ایسا محل بھی بنایا تھا کہ ملکہ سبا ''بلقیس'' نے اس کے فرش کو دیکھ کر اپنے لباس کو اوپر کر لیا تھا کہ کہیں لباس پانی میں نہ بھیگ جائے کیونکہ اس نے فرش کو دیکھ کر سمجھا تھا کہ شاید یہ دریا وغیرہ یا کوئی شفاف تالاب وغیرہ ہے جس کے اندر سے ہمیں پار جانا پڑے گا، ایسے عالیشان قسم کی عمارتیں بنانے والے اس قدر بے خبر؟

اور وہ دوسرے جنات جو حضرت سلیمان کے ماتحت نہیں تھے اور ممکن ہے کہ وہ باغی ہوں، انہوں نے بھی کام کرنے والے جنات کو اطلاع نہیں دی آخر یہ کیا مسئلہ ہے؟ حالانکہ حضرت سلیمان کے دور میں آج کے دور سے بہتر آرکیٹیکچر، انجینئر اور پلاننگ کرنے والے سب موجود تھے اور ممکن ہے کہ وہ سب ماہرفن بھی جنات میں سے ہی ہوں یا دوسرے طاقتور سرکش لوگوں (جنات) کو ہدایات دیتے ہوں اور ان سے کام کرواتے ہوں، بہرحال یہ اور اس طرح کے تمام کام اس دور میں ہوتے تھے اور اس طرح کے محیر العقول کام کرنے والوں کو ''جن'' کہا جاتا تھا اور اب سورۃ سبا کی آیت نمبر 41 ,40 ملاحظہ فرمائیں ترجمہ ''اور ان

Scanned by CamScanner

سب کو اللہ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے'' تفسیر میں علماء لکھتے ہیں کہ ''جن'' سے مراد شیاطین ہیں یعنی یہ اصل میں شیطانوں کے پجاری ہیں، اب یہاں پر بھی غور فرمائیں کہ قرآن پاک میں یہاں پر لفظ ''جن'' استعمال کیا گیا ہے حالانکہ شیطان کے لئے الگ سے لفظ شیطان یا شیاطین استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ یہاں پر بھی لفظ جمع کے بجائے واحد ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اگر یہاں پر بھی ترجمہ یوں کر لیا جائے تو بات بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ'' بلکہ یہ لوگ تو ان دیکھی طاقت یا دیگر ان دیکھی مخلوق کی عبادت کرتے تھے۔ آگے اسی سورۃ سبا کی آیت نمبر 46 ملاحظہ فرمائیں ترجمہ'' کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے ضد چھوڑ کر دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی کہ تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں ہے (کوئی دیوانگی نہیں ہے) اب یہاں پر بھی لفظ جن استعمال کیا گیا ہے اور واحد میں استعمال کیا گیا ہے اور مترجمین نے یہاں پر لفظ جن سے مراد، جنوں یا دیوانگی لیا ہے جو کہ میرے خیال میں بلکل صحیح ترجمہ ہے۔ جنون یا دیوانگی ایسی چیز ہے جو کہ بظاہر دیکھنے پر نظر نہیں آتی، وہ تو صرف انسان کے عمل سے محسوس کیا جاتا ہے کہ اس کے اندر دیوانگی ہے یا اسے کوئی جنون ہو گیا ہے لہذا یہ بھی ایک ان دیکھی بیماری ہے جو اس دور میں سمجھ سے باہر تھی جبکہ آج کل اسے نفسیاتی بیماری کہا جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ علاج بھی ہے۔۔

اب ایک مشہور تاریخی حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے کہ خلفیہ اول یا دوئم کے دور میں مجاہدین صحابہ جہاد کی غرض سے کسی مقام پر تشریف فرما تھے، فجر کی نماز

Scanned by CamScanner

کے وقت تمام صحابہ کرام نے وضو کرتے وقت مسواک کرنا شروع کی تو دشمن کے جاسوس جو کہ مسلمانوں کے لشکر پر نظر رکھے ہوئے تھے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تمام لوگ اپنے دانت تیز کر رہے ہیں چونکہ اس علاقے کے لوگوں کو مسواک کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں تھا لہٰذا ان جاسوسوں نے اپنے لشکر میں جا کر خوفزدہ لہجے میں کہا کہ مسلمان تو صبح ہی صبح اپنے دانت تیز کر رہے ہیں اور وہ لازمی ہمیں کچا ہی کھا جائیں گے، لگتا ہے کہ وہ انسان کے بجائے کوئی اور ہی مخلوق ہیں یا پھر کوئی جنات وغیرہ ہیں چنانچہ اسی خوف کے عالم میں دشمن کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو بغیر لڑے ہی فتح نصیب ہوگئی۔

اسی طرح جب مسلمانوں نے اندلس (اسپین) فتح کیا تو اس دوران موسےٰ بن نصیر نے دشمنوں کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا کئی ماہ سے دشمن قلعے میں محصور تھے اور قلعہ سر نہیں ہو رہا تھا۔ دشمنوں نے بات چیت کے لئے ایک یا دو نمائندے قلعے سے باہر موسیٰ بن نصیر کے پاس بھیجے تو اس وقت موسےٰ بن نصیر کی داڑھی کے بال انہیں سفید نظر آئے چند روز کے بعد دوبارہ پھر وہی نمائندے بات چیت کے لئے آئے تو انہیں مسلمانوں کے سپاہ سالار موسےٰ بن نصیر کی داڑھی لال رنگ کی نظر آئی تو وہ بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس وقت تک عربستان کے علاوہ کسی اور ملک میں شاید بالوں کو مہندی سے رنگنے کا یا خضاب کرنے کا رواج نہیں تھا۔ لہٰذا نمائندں کو بات سمجھ نہیں آئی، اس کے بعد جب مذاکرات کا تیسرا دور شروع ہوا تو دشمنوں کے نمائندوں نے دیکھا کہ اس بار موسےٰ بن نصیر کی داڑی بلکل سیاہ رنگ کی ہے یہ دیکھ کر تو وہ انتہائی پریشان اور خوفزدہ ہوگئے تمام حالات انہوں نے اپنے سالار سے بیان کئے تو وہ بھی ڈر گیا اور

Scanned by CamScanner

کہا کہ میں تو پہلے ہی اس شک میں تھا کہ ان لوگوں نے سارا اندلس کیسے فتح کر لیا ہے؟ یہ انسان نہیں ہیں یہ ضرور کوئی اور مخلوق، یا جنات وغیرہ ہیں، لہٰذا بھاگو چنانچہ اس طرح وہ قلعہ بھی مسلمانوں نے بغیر کسی مزاحمت کے فتح کر لیا۔ بہر حال یہ تو چند تاریخی حقائق تھے اب دیکھئے قرآن کی سورۃ یٰسین کی آیت 36 ترجمہ ''وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے، خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں، خواہ وہ (اشیاء) ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں ''۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اللہ نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے اور وہ چیزیں جنہیں لوگ جانتے بھی نہیں ان کا بھی جوڑا پیدا کیا ہے اس کی تفسیر میں مفسرین نے تو ایسی چیزیں کہی ہیں جو کہ سمندر کی گہرائیوں میں ہیں یا آسمان کی وسعتوں میں لیکن اس دور میں لوگوں کو یہ علم نہیں تھا کہ خود ہماری زمین پر اور ہمارے اردگرد ایسی بے شمار چیزیں ہیں جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے اور جو کہ آج کے دور میں معلوم ہوئی ہیں جسے بیکٹیریا وغیرہ ان کے بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے ہیں اور ان میں سلسلہ تناسل بھی موجود ہے،۔

علاوہ ازیں ہم بچپن سے سنتے آ رہے ہیں اور آپ نے بھی سنا ہوگا کہ فلاں مدرسہ میں یا فلاں مولوی صاحب یا قاری صاحب کے پاس ایک یا دو تین ''جن'' طالب علم پڑھنے آتے تھے، اس سلسلے میں مختلف انداز سے قصے بیان کئے جاتے ہیں اگر بالفرض یہ کہانیاں ہم تسلیم بھی کر لیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنات کی نسل میں اس سے قبل کسی نے قرآن پاک نہیں پڑھا، کیا کسی صحابہ سے یا کسی تابعین سے یا اس دور کے کسی اور بزرگ سے کسی ''جن'' نے قرآن نہیں پڑھا تھا؟ اگر پڑھا تھا تو خود جنات نے اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کا سلسلہ یا انتظام کیوں

Scanned by CamScanner

نہیں کیا؟ جنات نے اپنے مدرسے کیوں نہیں بنائے جبکہ کہتے ہیں کہ جنات کی عمر بھی ہزاروں سال کی ہوتی ہیں اور نبی ﷺ کے زمانے کے صحابی ''جن'' بھی اب تک موجود ہیں۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر تو ہمارے بے شمار متنازعہ مذہبی مسائل ''جنات'' کے ذریعے خود بخود حل ہو جانے چاہئیں مگر افسوس کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور یہ سب لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔

بعض اوقات یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص پر جنّی (مادہ جن) عاشق ہے، یا فلاں شخص سے ایک جنّی یا پری نے شادی کر رکھی ہے یا پھر یہ کہ فلاں عورت پر کوئی جن عاشق ہے، یا پھر فلاں عورت سے ایک جن نے شادی کر رکھی ہے اور وہ اس کی شادی کسی اور سے ہونے نہیں دے رہا۔ یا پھر وہ جن اس عورت کو اپنے شوہر سے ملنے نہیں دیتا وغیرہ وغیرہ اس طرح کے فضول من گھڑت قصے بھی ہمارے معاشرے میں عام ملتے ہیں، مگر کبھی یہ نہیں سنا گیا یا دیکھا گیا کہ کسی جن عورت سے کسی انسان کا بچہ بھی پیدا ہوا ہو یا کسی انسان عورت سے کسی جن مرد کا بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر بالفرض کوئی ایسا دعویٰ کر بھی دے تو پیدا ہونے والا بچہ کوئی غیر معمولی بچہ ثابت ہوا ہو، ایسا کبھی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے یہ سب وہمی اور جاہل لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

اب دیکھیئے قرآن کیا کہتا ہے سورۃ الصفٰت آیت نمبر 158، ترجمہ ''اور ان لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری ٹھہرائی ہے اور حالانکہ خود جنات کو معلوم ہے کہ وہ پیش کیئے جائیں گے''۔ تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ ''یہ اشارہ ہے مشرکین کے اس عقیدے کی طرف کہ اللہ نے جنات کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کیا، جس سے لڑکیاں پیدا ہوئیں یہی بنات اللہ فرشتے ہیں۔ یوں اللہ

Scanned by CamScanner

تعالیٰ اور جنوں کے درمیان قرابت داری (سسرالی رشتہ) قائم ہو گیا۔ حالانکہ یہ بات کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ جنات کو عذاب میں کیوں ڈالتا ؟ کیا وہ اپنی قرابت داری کا لحاظ نہ کرتا ؟ اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ خود جنات بھی جانتے ہیں کہ انہیں عذاب الٰہی بھگتنے کے لئے ضرور جہنم میں جانا ہوگا تو پھر اللہ اور جنوں کے درمیان قرابت کس طرح ہو سکتی ہے؟

یہاں پر بھی حسب روایت جن واحد کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے اور اس دور کے لوگ جن میں مشرکین وغیرہ بھی شامل ہیں وہ بھی آج کے لوگوں کی طرح ہی جنات و بھوت وغیرہ پر یقین رکھتے تھے اور ان دیکھی قوتوں کو ہی جن سمجھتے تھے، ان ہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرمارہے ہیں کہ وہ لوگ جنات کو اللہ کی بیویاں سمجھتے تھے اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اللہ تعالیٰ مشرکین کے اس عقیدے کی نفی کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جنات کو تو خود معلوم ہے کہ وہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے لہٰذا اس سے ظاہر ہے کہ جنات کا اللہ سے کوئی رشتہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی رشتہ داری سے بھی پاک ہے، چنانچہ جیسا کہ تفسیر میں بھی لکھا گیا ہے کہ تمام جنات جہنم میں ڈالے جائیں گے تو یہاں پر بھی یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جنات میں مسلمان اور نیک جن بھی موجود ہیں تو پھر انہیں جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا ؟ کیا نیک اور مسلمان جنوں کے لئے بھی ''جنت'' نہیں ہے؟ اس سے ظاہر ہے کہ جنوں کے لئے کوئی شریعت نہیں ہوتی اور نہ ہی جنات کے لئے کوئی مذہب وغیرہ ہوتا ہے، ہر سمجھ میں نہ آنے والی اور نظر نہ آنے والی قوت کے لئے ہی لفظ ''جن'' استعمال کیا گیا ہے۔ اب دیکھئے سورۃ ص آیت نمبر 37 ,38۔ ترجمہ'' اور طاقتور جنات کو بھی (ان کا ماتحت کردیا) پر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو، اور دوسرے

Scanned by CamScanner

جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں''۔

اس ترجمہ میں دلچسپ اور اہم بات دیکھئے کہ مذکورہ آیت میں لفظ جن کہیں پر بھی استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اس آیت میں لفظ شیاطین استعمال ہوا ہے، جبکہ فاضل مترجمین نے شیاطین لفظ کو جنات کے معنی میں استعمال کیا ہے، میرے خیال میں شیاطین لفظ بھی یہاں پر سرکش اور باغی مخصوص لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے، جیسے آج کل ہم لوگ بھی کسی ناممکن کام کرنے والے کو یا شریر قسم کے شخص کو کہہ دیتے ہیں کہ بھئی یہ تو بڑا شیطان ہے، یعنی اس کے کام سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں، علاوہ ازیں ایک طرح سے شیطان کو بھی جن کہا جا سکتا ہے کیونکہ جن کی تمام خصوصیات شیطان میں بھی نظر آتی ہیں، علاوہ ازیں ابلیس کے شاگردوں کو ہی شیاطین کہا جاتا ہے جو کہ سب کے سب خفیہ کارروائیاں ہی کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت میں حضرت سلیمان کے حوالے سے بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت سلیمان کے ماتحت ہر قسم کے لوگ تھے جن میں انتہائی طاقتور شیطان صفت لوگ بھی جو کہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے کا فن جانتے تھے اور سمندر اور دریا میں غوطے لگا کر مخصوص کام کرتے تھے، جن کو ان کی سرکشی کے باعث زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اب دیکھئے سورت حٰم سجدہ کی آیت نمبر 25 ترجمہ ''اور ہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے تھے اور ان کے حق میں بھی اللہ کا قول اُن امتوں کے ساتھ پورا ہوا جو، ان سے پہلے جنوں انسانوں کی گزر چکی ہیں یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے'' اور اسی سورۃ کی آیت نمبر 29 دیکھئے ''اور کافر لوگ کہیں گے، اے ہمارے رب ہمیں جنوں انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں

Scanned by CamScanner

،تا کہ وہ جہنم میں سب سے نیچے ہو جائیں''۔ یہاں پر پہلی آیت میں جنوں انسانوں کی امت کا ذکر ہوا ہے، یہاں پر بھی عام انسانوں کو تو انسان ہی کہا گیا ہے جبکہ غیر معمولی انسانوں کو جن کہا گیا ہے جو کہ مشرک لوگوں کے ساتھ رہ کر انہیں گمراہ کرتے رہتے تھے، اور وہ مشرکوں کے ہمنشیں اور ساتھی بھی ہوتے تھے اور دوسری آیت میں جہنم میں جانے والے ان ہی کافر لوگوں کا قول نقل کیا گیا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں انسانوں کے وہ دونوں فریق دکھا یعنی معمولی اور غیر معمولی لوگ جنہوں نے ہمارے ساتھ رہ کر ہمیں بہکایا، تا کہ ہم انہیں یہاں جہنم میں اپنے قدموں تلے روند ڈالیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ شیطان اور شیاطین بار بار استعمال ہوا ہے، یعنی لفظ شیطان، واحد کے صیغہ میں اور لفظ شیاطین جمع کے صیغہ میں، جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اصل میں شیطان تو صرف ایک ہی ہے، جسے قرآن میں ابلیس بھی کہا گیا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ شیطان کی کوئی نسل یا اولاد بھی نہیں ہے تو پھر یہ شیاطین یعنی بے شمار شیطانوں سے کیا مراد ہے؟ جبکہ قرآن کریم میں شیاطین سے جنات بھی مراد لئے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ شیطان اکیلا تو پوری دنیا کو گمراہ نہیں کرسکتا، لہٰذا اس کام کے لئے وہ اپنے چیلے، چانٹے، اپنے پیروکار، اپنے شاگرد، اور اپنے حمایتی سب اپنے ساتھ ملا کر اللہ کے خلاف، اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہے اور شیطان کے پیروکار روز بروز بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور دنیا میں فساد پیدا کرتے جا رہے ہیں، مختلف انداز سے اور مختلف شکلوں میں، چنانچہ شیطان کے انہی شاگردوں کو شیاطین کہا جاتا ہے اور یہ شیاطین بھی چوں کہ شکلیں بدل بدل کر خفیہ طریقے سے اور دھوکہ دہی سے کام لے کر انسانوں کو گمراہ

Scanned by CamScanner

کر رہے ہیں لہٰذا شیاطین بھی بجا طور پر جنات کہلانے کے مستحق ہیں اور شیطان کے چیلوں کو بھی جنات کہا جاتا ہے، جو کہ سب کے سب جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں جنات کو شیاطین سے تشبیہہ دی گئی ہے اور شیاطین کو جنات بھی کہا گیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

بہت پہلے ہم سنتے تھے، ممکن ہے کہ آج بھی بعض لوگ کہتے ہوں (شاید یہ حدیث نبوی بھی ہے) کہ عورتوں کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیئے، کیونکہ اس طرح انہیں ''جن'' چمٹ جاتا ہے۔ آج کے ماڈرن اور ایڈوانس دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ آج ماڈلنگ کا دور ہے، میڈیا کا دور ہے آج یہ بات عجیب لگتی ہے، آج ہر عورت خوشبو اور میک اپ کے ساتھ ہی گھر سے باہر نکلتی ہے لیکن کسی نے بھی آج تک کسی جن کے چمٹنے کی شکات نہیں کی، تو پھر یہ کیا ہے؟ ظاہر سی بات ہے کہ جن سے مراد وہی بدمعاش اور سرکش غنڈے اور گمراہ لوگ ہیں جو ہر ایک آنے جانے والی عورت کو تکتے ہیں اور چھپ کر وار کرتے ہیں، سابقہ دور میں جب پردہ اور برقعہ وغیرہ کا دور تھا تو ایسے بدمعاشوں کو عورت کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی لیکن اگر کوئی عورت خوشبو اور عطریات وغیرہ لگا کر پردے میں باہر نکلتی تھی تو اس کی خوشبو سے ایسے غنڈے اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اس طرح اس عورت کو کسی بھی طرح کا نقصان پہنچنے کا امکان ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اس طرح کے حادثات کے سد باب کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ خوشبو لگا کر عورتیں باہر مت نکلیں تا کہ انہیں کسی طرح کے بھی جنات یعنی چھپے ہوئے بدمعاشوں سے نقصان نہ پہنچے۔

سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 18 میں بھی دونوں قسم کے لوگوں یا جنات اور انسانوں کا ذکر آیا ہے، ترجمہ ''وہ لوگ ہیں جن پر (اللہ کے عذاب کا) وعدہ

Scanned by CamScanner

صادق آ گیا، ان جنات اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں، یقیناً یہ نقصان پانے والے تھے''۔ دیکھئے قرآن کریم میں یہاں پر بھی لفظ ''جن'' صغیہ واحد میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی خفیہ طور پر چھپ کر بدعملی کرنے والے گروہ اور ظاہری طور پر برے کام کرنے والے گروہ جو کہ پہلے دور میں گذر چکے ہیں ان کے ساتھ موجودہ دور کے ایسے سرشت کے لوگ بھی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اسی سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر 29 کا ترجمہ ہے''اور یاد کرو جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے، آیت نمبر 30 کا ترجمہ'' کہنے لگے اے ہماری قوم، ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے آیت نمبر 31 ''اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ، تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا''مذکورہ بالا آیات کو مسلسل پڑھئے اور لفظ''جن'' کے جو رواجی معنی لئے جاتے ہیں اس کو نظر انداز کر کے آپ اس کے معنی پر غور فرمائیں تو صاف ظاہر ہوگا کہ اس میں کوئی پر اسراریت یا غیر معمولی کوئی بھی بات نہیں ہے، صرف ہماری رواجی سوچ اور خیال کی وجہ سے ان آیات میں ہمیں غیر معمولی احساس ہوتا ہے، ورنہ تو سیدھا سیدھا مطلب ان آیات کا یہی بنتا ہے کہ غیر معمولی لوگوں کا ایک گروہ جو کہ بنی اسرائیل کے یہودی جاسوس بھی ہو سکتے ہیں اور

Scanned by CamScanner

ملک روم کے کسی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں گے ان کا جب ادھر سے گذر ہوا جہاں پر نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو اللہ کی مشیت سے انہوں نے آپ ﷺ کی آواز کی طرف توجہ کی اور قرآن کریم کی چند آیات کو سنا اور اپنے علاقے میں پہنچ کر اپنی قوم سے اس طرح کی باتیں کیں جو مندرجہ بالا آیات میں مذکور ہیں۔ ان آیات میں درج ذیل چند نکات قابل غور ہیں، نمبر ایک انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ ''خاموش ہو جاؤ'' یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنات بھی شور کرتے ہوئے چلتے ہیں؟ کیا کسی نے آج تک جنوں کے بولنے کی آواز سنی ہے؟ یا ان کی آپس کی باتیں سنی ہیں؟ کیا جنوں کی آواز عام انسان سن سکتا ہے؟ کیا وہ خود اپنی ہی آوازوں سے شور محسوس کر رہے تھے کہ انہیں قرآن پڑھنے کی آواز سمجھنے میں مشکل پیش آرہی تھی اور کیا وہ ''جن'' عربی سمجھتے تھے؟ کیا جن تمام زبانیں سمجھ سکتے ہیں؟ ان تمام سوالات کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ انسان ہی تھے، جنہوں نے پہلی بار اس طرح کا کلام سنا تو انہوں نے آپس میں خاموش رہنے کی تلقین کی اور ظاہر ہے کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور گھوڑوں کے چلنے سے جو شور ہو رہا تھا اس کو بھی انہوں نے خاموش کر کے قرآن سننے کی کوشش کی ہوگی۔ نمبر دو وہ اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ جماعت مکہ کے علاقے کی نہیں تھی بلکہ کہیں دور کی تھی، اس لئے خاص طور پر وہ اپنی قوم کے پاس گئے تا کہ انہیں خبردار کر دیں، حالانکہ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ جنات تقریباً ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، تو کیا وہاں پر کوئی مقامی ''جن'' موجود نہیں تھا؟ اور کیا وہاں یعنی مکہ کے رہنے والے جنوں نے وہ کلام پاک نہیں سنا؟ نمبر تین کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد

Scanned by CamScanner

نازل کی گئی ہے، یہاں پر سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کا حوالہ کیوں دیا؟ حضرت عیسیٰ پر انجیل، نازل ہوئی تھی اس کا حوالہ کیوں نہیں دیا؟ کیونکہ حضرت محمد ﷺ سے تقریباً 571 سال پہلے انجیل بھی نازل ہوئی تھی تو پھر یہ کہنا کہ وہ کتاب سنی ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جبکہ حضرت موسیٰ کے بعد تو انجیل نازل کی گئی تھی۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہورہا ہے کہ وہ لوگ یہودی جاسوس یا چھاپہ مارتھے جو کہ تورات کو مانتے تھے اور انجیل کو نہیں مانتے تھے، انہوں نے تورات کے بعد قرآن کریم کی آیات سنیں تو وہ حیران رہ گئے اور اس لئے یہ خبر دینے کے لئے وہ اپنے علاقے میں اپنے لوگوں کے پاس گئے۔ مگران کے لوگوں نے اس بات پر یقین نہیں کیا اور وہ ایمان نہیں لائے، نمبر چار، انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ''اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا'' یہاں پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جنات ایمان لے آئیں تو کیا انہیں جنت میں بھیجا جائے گا؟ حالانکہ قرآن کے مطابق کوئی بھی ''جن'' جنت میں نہیں جائے گا بلکہ جنوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ روایتی ''جن'' نہیں تھے بلکہ عام طرح کے انسان ہی تھے جو کہ یہودی جاسوس بھی ہوسکتے ہیں اور انہیں ہی قرآن کی اصطلاح میں ''جن'' کہا گیا ہے۔ لیکن اس مسئلے میں ذراسی الجھن تب ہوتی ہے جب ہم مندرجہ بالا آیات کے ضمن میں بیان کردہ تفسیر پڑھتے ہیں جو کہ اسی قرآن کریم میں لکھی گئی ہے، ذیل میں ہم وہ تفسیر بھی تحریر کرتے ہیں تاکہ غور کرنے والے لوگ بہتر طریقے سے بات کو سمجھ سکیں، تفسیر ''صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ کے قریب نخلہ وادی میں پیش آیا، جہاں آپ ﷺ، صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جنوں

Scanned by CamScanner

کو تجسس تھا کہ آسمان پر ہم پر بہت زیادہ سختی کر دی گئی ہے اور اب ہمارا وہاں جانا تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہے، کوئی بہت ہی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کے نتیجے میں ایسا ہوا ہے، چنانچہ مشرق و مغرب کے مختلف اطراف میں جنوں کی ٹولیاں واقعے کا سراغ لگانے کے لئے پھیل گئیں، ان ہی میں سے ایک ٹولی نے یہ قرآن سنا اور یہ بات سمجھ لی کہ نبی ﷺ کی بعثت کا یہ واقعہ ہی ہم پر آسمان کی بندش کا سبب ہے اور جنوں کی یہ ٹولی آپ پر ایمان لے آئی اور جا کر اپنی قوم کو بھی بتلایا۔ بعض دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ جنوں کی دعوت پر ان کے ہاں بھی تشریف لے گئے اور انہیں جا کر اللہ کا پیغام سنایا اور متعدد مرتبہ جنوں کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، (فتح الباری، تفسیر ابن کثیر وغیرہ) مندرجہ بالا تفسیر پر آپ غور فرمائیں، اس میں ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا گیا ہے، لیکن اس میں بھی کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً جنوں پر آسمان پر جانے کے لئے سختی کی گئی ہے، قرآن کے مطابق آسمان کی طرف ''جن'' نہیں جاتے، بلکہ شیطان آسمان کی طرف چڑھتا ہے، جہاں پر وہ کچھ راز کی باتیں سننے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ باتیں ستارہ شناس کاہن اور غیب کی باتیں بتانے والوں کے دلوں میں ڈالیں اور مسلمانوں کو گمراہ کریں، لیکن آسمان کے فرشتے اس پر جلتا ہوا شعلہ مارتے ہیں جس کی وجہ سے وہ واپس زمین پر آجاتا ہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، اس سلسلے کی آیت انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ ''جن'' اندازہ لگاتے ہیں کہ کوئی بہت ہی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کے نتیجے میں ایسا ہوا ہے، سختی کرنے سے یہ کیسے اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے اور وہ بھی زمین پر؟ اور جب علم ہی نہیں ہے کہ کس طرح کا واقعہ رونما ہوا ہے جس کے باعث آسمان پر سختی کر دی گئی

Scanned by CamScanner

ہے تو واقعہ کا سراغ کیسے لگایا جا سکتا ہے ؟ اور قرآن کی آیات سن کر انہیں کیسے اندازہ ہوا کہ یہ ہی وہ واقعہ ہے جس کی وجہ سے سختی کی گئی ہے؟ اور جب تک کوئی نہ بتائے انہیں یہ کیسے علم ہوا کہ آپ ﷺ ہی اللہ کے نبی ہیں؟ اور آپ ﷺ کی نبوت کی وجہ سے ان پر آسمان پر جانے کی سختی لگنے کا کیا مطلب بنتا ہے؟ اس کے بعد لکھا گیا ہے کہ جنوں کی یہ ٹولی آپ پر ایمان لے آئی اور جا کر اپنی قوم کو بھی بتایا یہاں پر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف کلمہ پڑھ لینے سے ہی ایمان مکمل ہو جاتا ہے، شریعت کے دیگر احکام انہوں نے کس سے اور کب سیکھے؟ اور آپ ﷺ کب جنوں کی دعوت پر گئے اور کب جنوں کا وفد آپ سے ملنے آیا؟ اتنی اہم باتوں کا تذکرہ کہیں پر بھی نہیں ہے، حالانکہ اتنی اہم بات کو قرآن میں لازمی ہونا چاہیئے تھا کیوں کہ جب صرف قرآن کی تلاوت سننے کا ذکر قرآن نے کیا ہے تو پھر نبی ﷺ کے پاس جنوں کے وفد کے آنے کا ہلکا سا بھی کوئی اشارہ قرآن نے نہیں کیا؟ اور آپ ﷺ کا جنوں کی دعوت پر جانے کا ذکر کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس ملاقات میں اور دعوت میں آپ کے ساتھ کون کون سے صحابہ شامل تھے؟ ان باتوں کا کہیں پر بھی کوئی ذکر نہیں ہے آخر کیوں؟ بعد ازاں تفسیر میں لکھا ہے کہ ''جنوں کی یہ ٹولی آپ پر ایمان لے آئی اور جا کر اپنی قوم کو بھی بتلایا'' لیکن تفسیر میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ جنوں کی یہ ٹولی کتنے جنات پر مشتمل تھی جو کہ مسلمان ہوئے تھے؟ نیز ان کے بتلانے پر یا دعوت پر ان کی قوم کا کیا رد عمل ہوا، کیا انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا، یا ان کی مخالفت کی؟ ان کی قوم کے کتنے جنات نے اسلام قبول کیا؟ اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تو انہوں نے کفار مکہ کی طرح آپ ﷺ سے دشمنی کی؟ یا پھر انہوں نے مشرکین مکہ کی طرح جہالت کا مظاہرہ نہیں کیا؟ کیا وہ ''جن'' مشرکین مکہ

Scanned by CamScanner

(انسانوں) سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ اس طرح کی باتوں کا کوئی بھی جواب کہیں پر بھی نہیں ہے، جبکہ عام لوگوں کے متعلق اس طرح کی بے شمار وضاحتیں موجود ہیں کہ کن کن لوگوں نے کب کب اسلام قبول کیا، اور کتنی کتنی تعداد میں اسلام قبول کیا اور انہیں اس سلسلے میں کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑی، لیکن روایتی جنوں کے متعلق اس طرح کی کوئی روایت ہمیں نہیں ملتی۔

اب ہم بات کرتے ہیں جنوں کے آسمان پر چڑھنے اور ان پر سختی کرنے کی تفسیر کے بارے میں، جیسا کہ ہم اس سے قبل بیان کر آئے ہیں کہ جنات کا آسمان کی طرف جانے کا ذکر کہیں پر بھی نہیں ملتا مفسرین نے لفظ ''جن'' کا صحیح مفہوم نہ سمجھتے ہوئے شیطان کو بھی جن کے معنی میں استعمال کر لیا ہے، قرآن کریم میں جن کے بجائے لفظ ''شیطان'' استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ تقریباً تمام مترجمین نے جمع کے صیغے میں شیاطین استعمال کیا ہے حالانکہ شیطان اور شیاطین الفاظ کے استعمال میں تکنیکی فرق ہے جسے سمجھنا ضروری ہے، فرشتوں میں سلسلہ تناسل نہیں ہوتا اور شیطان میں بھی سلسلہء تناسل نہیں ہے، شیاطین ابلیس شیطان کی اولاد نہیں ہوتی، شیاطین اللہ کے باغی، نافرمان اور سرکش لوگ ہوتے ہیں، ان شیاطین کو بھی قرآن میں اصطلاحاً ''جن'' کہا گیا ہے جیسا کہ خود قرآن کے ترجمہ میں بھی کئی جگہوں پر یہ ہی معنے لکھے گئے ہیں جبکہ جنات میں سلسلہ تناسل موجود ہوتا ہے، اس لحاظ سے شیاطین کے معنی روایتی ''جنات'' ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے، آیئے دیکھتے ہیں قرآن کریم اس سلسلے میں کیا فرماتا ہے، اور مترجمین اور مفسرین کیا فرمارہے ہیں، سورۃ حجر آیت نمبر 18 ,17 ,16 کا مسلسل ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ترجمہ ''یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لئے اسے سجا دیا گیا ہے، اور

Scanned by CamScanner

اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ رکھا ہے، ہاں مگر جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے اس کے پیچھے دہکتا ہوا کھلا شعلہ لگتا ہے۔

اور اب دیکھئے سورۃ الصفت کی آیت نمبر 6,7,8,9,10.. ''ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا، اور حفاظت کی سرکش شیطان سے، عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں، بھگانے کے لئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے، مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو فوراً ہی اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے اور اب دیکھئے سورۃ ''الجن'' آیت نمبر 8، 9 ترجمہ ''اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا، اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے'' اس کی تفسیر میں اسی قرآن کریم میں تحریر ہے کہ آسمانوں پر فرشتے چوکیداری کرتے ہیں کہ آسمانوں کی کوئی بات کوئی اور نہ سن لے اور یہ ستارے آسمان پر جانے والے شیاطین پر شعلہ بن کر گرتے ہیں'' اور مذکورہ بالا سورۃ جن کا ترجمہ شیاطین کی آپس کی گفتگو ہے جو کہ وہ آپس میں کر رہے تھے، اب اس میں غور طلب مسئلہ لفظ شیاطین کا ہے جو کہ باتیں سننے کے لئے آسمان پر جگہ جگہ چھپ جایا کرتے تھے لیکن نبی آخر الزماں ﷺ مبعوث ہونے کے بعد کوئی بھی غیر متعلقہ، غیر مرئی مخلوق آسمان پر نہیں جاسکتی، چنانچہ آپ ﷺ سے قبل ستارہ شناس اور کاہنوں کا دھندہ خوب چلتا تھا اور کامیاب تھا، لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد یہ دھندہ آہستہ آہستہ فیل اور ناکام ہوتا گیا! اب صورتحال یہ ہے کہ مذکورہ لوگ اپنا دھندہ چلانے کے لئے پرانے دور کے قصے کہانیوں کا سہارہ لیکر لوگوں کو گمراہ کرتے

Scanned by CamScanner

رہتے ہیں، اور شعبدہ بازیوں اور انکلوں سے کام لیکر اور چرب زبانی کر کے اپنا دھندہ کر رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ شیاطین کون سی مخلوق ہے جو آسمانوں پر جانے کی کوشش کرتی تھیں اور شاید اب بھی کوشش کر رہی ہیں؟ شیاطین جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شیطان (ابلیس) کے ماننے والے اور اس کے پیروکار ہی ہوتے ہیں، ان شیاطین میں ہر طرح کی مخلوقات شامل ہے، یعنی نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی مخلوق، جیسا کہ سورۃ الناس میں ان شیاطین کے متعلق بتایا گیا ہے اور ''خناس'' کا نام دیا گیا ہے، لفظ خناس کا لغت میں جو مطلب یا معانی لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں ''چھپ جانے والا'' سن کر پیچھے ہٹ جانے والا'' اور شیطان یعنی شیاطین وہ لوگ ہیں جو چھپ کر کام کرتے ہیں یا چھپ کر وار کرتے ہیں یعنی خفیہ کارروائی کرتے ہیں اور یہ کارروائی مسلمانوں کے خلاف انفرادی طور پر بھی ہوتی ہے اور اجتماعی طور پر بھی کی جاتی ہے، مثلاً اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کے خلاف یا اسلامی ملکوں کے خلاف کارروائی یا سازش اور آج کے دور میں اسلام کے بنیادی اصولوں کو بدلنے کی سازش اور کسی نیک فطرت انسان کو گمراہ کرنے کی سازش، جو کہ انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی، اس طرح کی سازشوں میں انسان یعنی نظر آنے والی قوتیں بھی شامل ہیں اور غیر مرئی قوتیں بھی شامل ہیں ان غیر مرئی یا نظر نہ آنے والی قوتوں میں ایسی قوتیں بھی ہیں جو خالص ابلیس شیطان کے قبیلے کی ہیں یا دوسرے الفاظ میں بدی کی وہ قوتیں جو شیطانی علوم کے تحت کام کرتی ہیں، جیسا کہ سفلی علوم یا شیطانی کالے علوم، جسے کالا جادو بھی کہا جاتا ہے چنانچہ ان شیطانی علوم کے موکل بھی ہیں جو کہ ماورائی قوتیں ہوتی ہیں اور شیطان ابلیس کے ماتحت کام کرتی ہیں ان میں دیگر نظر نہ آنے والی پراسرار مخلوق کے علاوہ

Scanned by CamScanner

ہر قسم کے جراثیم، بیکٹیریا بھی شامل ہیں اور ان ہی غیر مرئی مخلوقات میں سے کوئی بھی ایک مخلوق یعنی شیاطین ہیں جو کہ آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور یہ تمام مخلوقات شیطان ابلیس کی جنس سے ہی ہیں جن کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور قرآن میں کئی جگہوں پر ان کو بھی ''جن'' اور شیاطین کہا گیا ہے اور جنہیں ''جندُالشیطان'' یعنی شیطان کا لشکر بھی کہا جاتا ہے، جو کہ ابتداء سے ہی ''جندُ اللہ'' یعنی اللہ کے لشکر کے خلاف کارروائی میں مصروف ہے۔ اس وضاحت کے بعد کہ لفظ ''جن'' دراصل ایسی تمام مخلوقات پر منطبق ہوتا ہے جو کہ شیطان ابلیس کے تحت کام کرتی ہیں اور ان میں نظر آنے والی مخلوق بھی ہے اور نظر نہ آنے والی مخلوق بھی اور وہ مخلوق بھی جو بظاہر نظر تو آتی ہے لیکن ان کے کام اور ان کی سازشیں نظر نہیں آتیں نیز محیر العقول کارنامے کرنے والے پراسرار لوگ بھی ان میں شامل ہیں جو کہ خدا کے باغی اور سرکش لوگ ہوتے ہیں۔

اب ہم آتے ہیں سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 15 پر ترجمہ ''اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا'' اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہاں پر لفظ ''الجان'' استعمال کیا گیا ہے جو کہ جمع کے صیغہ میں بھی ہے اور ''ال'' کے ساتھ اس لفظ کی خصوصیت بھی ظاہر ہوتی ہے جنوں کے جدامجد یا جنوں کے باپ کو بھی الجان کہا جاتا ہے، یعنی وہ ''جن'' جو خاص طور پر نظر نہ آنے والی مخلوق میں ہیں جیسا کہ بیکٹیریا اور دیگر جراثیم اور شیطانی علوم کے موکل وغیرہ ان سب کو آگ سے ہی پیدا کیا گیا ہے اور ان کے سرخیل ابلیس کو بھی آگ سے ہی پیدا کیا گیا ہے، اب سورۃ الرحمٰن کی ہی آیت نمبر 33 ''اے گروہ جنات و انسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکلنے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو بغیر غلبہ اور طاقت کے تم

Scanned by CamScanner

نہیں نکل سکتے''۔

یہاں پر بھی غور طلب نقطہ یہ ہے کہ یہاں پر بھی لفظ''جن'' واحد استعمال ہوا ہے یعنی خفیہ سرکش مخلوق اور اس کے ساتھ ہی لفظ''انس'' بھی واحد استعمال ہوا ہے یعنی ظاہر ہونے والی سرکش مخلوق اور ان دونوں مخلوقات کے معاشرے اور گروہ سے خطاب کیا گیا ہے کہ اے جن وانس کے گروہ تم جو اپنے آپ کو اس قدر طاقتور اور سرکش سمجھتے ہو اور خدا کے خلاف تم نے محاذ بنایا ہوا ہے تم میں تو اتنی طاقت اور اختیار بھی نہیں ہے کہ تم اللہ کے بنائے ہوئے اس نظام یعنی آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل سکو، لہٰذا تم اللہ کی پکڑ سے کہاں بھاگ سکتے ہو؟ یہ گویا جن و انس کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ نہ تمہارے پاس طاقت ہے اور نہ ہی تمہارے پاس غلبہ یا اختیار اور حکومت ہے پھر بھی تم اس قدر اللہ کے سامنے سرکشی اور بغاوت کر رہے ہے کیونکہ کائنات پر اصل حکومت تو اللہ ہی کی ہے۔

اب دیکھئے سورۃ الرحمٰن کی چند معنی خیز آیات نمبر 39 اور 41 ترجمہ''اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی''،''گناہ گار صرف حلیہ سے ہی پہچان لئے جائیں گے اور ان کی پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لئے جائیں گے'' آیت نمبر 43 ترجمہ''یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھوٹا جانتے تھے'' مذکورہ بالا آیات میں صاف بتلایا جا رہا ہے کہ حشر کے روز سرکش انسانوں اور جنوں کے بڑوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا جائے گا اور ان سے کوئی سوال نہیں پوچھا جائے گا بلکہ ان کی پیشانیوں کے بالوں کو پکڑ کر اور ان کے قدموں کو پکڑ کر اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ جہنم جسے تم لوگ مذاق سمجھتے تھے، اور اس بات کو جھوٹ جانتے تھے، آگے اسی سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 56

Scanned by CamScanner

دیکھئے، ترجمہ ''وہاں نیچی نگاہ والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا''۔ سورۃ الرحمٰن میں جہنم کے ذکر کے بعد جنت کی نعمتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے، اس سلسلے میں بتایا جا رہا ہے کہ جنت میں دیگر نعمتوں اور آسائشوں کے ساتھ ساتھ حوریں بھی ہوں گی جن کو کسی بھی مخلوق نے چاہے وہ نظر آنے والی مخلوق ہو یا نظر نہ آنے والی مخلوق ہو، ان میں سے کسی نے بھی ان حوروں کو چھوا تک نہیں ہے۔

مندرجہ بالا وضاحتوں کے بعد اب ہم ایک نظر سورۃ الجن پر بھی ڈالتے ہیں، سورۃ جن شروع ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے آیت نمبر 1 سے 7 تک کا ترجمہ ''(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے اور بے شک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا، اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے کہ انسان اور جنات اللہ پر جھوٹی باتیں لگائیں، بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے اور (انسانوں) نے بھی تم (جنوں) کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا'' (یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا)۔

آیت نمبر 11 ترجمہ ''اور یہ کہ بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں سے بٹے ہوئے ہیں'' آیت نمبر 15، 14

ترجمہ ''ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں، پس جو فرماں بردار ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے''۔

اب ہم سورۃ الجن کی آیت نمبر 8 کا ترجمہ جو کہ اس سے قبل لکھ آئے ہیں دوبارہ لکھ رہے ہیں تا کہ بات سمجھنے میں مزید آسانی ہو سکے، ترجمہ ''اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا'' آیت نمبر 9 ترجمہ ''اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے اور اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے'' اس کی تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ ''یہ ستارے آسمان پر جانے والے شیاطین پر شعلہ بن کر گرتے ہیں'' یعنی یہاں پر بھی قرآن کی تفسیر کرنے والوں نے جنات کو شیاطین قرار دیا ہے، جو کہ ہمارے منطق کے مطابق بلکل درست ہے، مذکورہ سورۃ الجن میں تقریباً جنوں کی مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کی ابتداہی میں بتا دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ تو جنوں سے کوئی ملاقات کی اور نہ ہی ان کو دیکھا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو یہ بتایا کہ جب آپ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے تو اس کو جنوں کی ایک ٹولی نے سن لیا تھا اور وہ اسے سن کر بہت متاثر ہوئے خاص طور پر انہیں یہ بات سمجھ آئی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیئے اور یہ کہ اللہ کی کوئی اولاد، بیوی، یا رشتہ دار نہیں ہے جبکہ اس سے قبل ''جنوں کے لوگ'' اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اللہ کی اولاد اور بیوی وغیرہ کو مانتے تھے اور ایسے لوگوں کو ان جنوں نے اپنے میں سے بے وقوف قرار دیا، یا ممکن ہے کہ ان یہودی جاسوسوں کا کوئی بڑا اس طرح کی باتیں کرتا ہو۔ یہودیوں

Scanned by CamScanner

کا تو یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت عزیر اللہ کا بیٹا ہے، چنانچہ تمام جاسوس، یہودی لوگ یہی خیال کرتے ہوں گے کہ یہ شخص جو کہ ہمارا بڑا ہے وہ بلکل سچ کہہ رہا ہے کیونکہ بقول ان کے انہیں یہ گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی بھی عام آدمی یا کوئی بھی خاص آدمی یعنی چھاپہ مار جاسوس، اتنی جرئت یا گستاخی کرسکتا ہے کہ وہ اپنے اللہ پر بھی جھوٹا الزام لگادے نیز کچھ لوگ جو کہ عام شہری ہوتے تھے وہ ان خفیہ سرگرمیاں کرنے والے چھاپہ مار جاسوسوں سے مدد طلب کیا کرتے تھے اپنے مختلف کاموں میں اور ان سے پناہ بھی حاصل کیا کرتے تھے۔ بقول مترجمہ ''چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے'' یہاں پر ہر غور کرنے والا شخص سمجھ سکتا ہے کہ جنات، انسانوں کو نقصان تو دے سکتے ہیں۔ پناہ نہیں دے سکتے۔ اور عام لوگوں نے بھی ان یہودی جرائم پیشہ لوگوں کی طرح یہ گمان کر لیا تھا کہ اب اور کوئی رسول نہیں آئے گا، اور اللہ ہدایت کے لئے اب کسی کو نہ بھیجے گا، ان ہی یہودیوں کی زبان سے قرآن میں یہ کہلوایا جا رہا ہے کہ بے شک ہم لوگوں میں بھی بعض تو امن پسند اور فرماں بردار لوگ ہیں جبکہ بعض ہم میں فتنہ وفساد برپا کرنے والے ظالم ہیں جو کہ جہنم کا ایندھن بن گئے، اس کے بعد اگلی آیات میں شیاطین جنات سے اعتراف کروایا جا رہا ہے کہ نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل ہم فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے آسمان کی طرف جاتے تھے اور کان لگاتے تھے، وغیرہ وغیرہ، یہ تفصیل اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہے، اب آپ غور فرمائیں کہ مذکورہ تمام باتوں میں کوئی بھی غیر معمولی بات یا واقعہ نہیں ہے جسے روایتی جنوں پر منطبق کیا جاسکے روایتی جنوں کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ ان سے کیسی کیسی عجیب اور مافوق الفطرت کہانیاں منسوب کی جاتی ہیں، مثال کے طور پر ان کی عمریں ہزاروں سال کی ہوتی ہیں، اور در و دیوار

Scanned by CamScanner

اور مکان ان کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، مفاصلے اور دوریاں بھی ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتے وہ انتہائی طاقتور اور محیر العقول کارنامے انجام دے سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، اب آپ اسی سورۃ الجن کے ابتدائی الفاظ پر غور کریں گے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ان میں کوئی بھی عجیب اور غیر معمولی بات نہیں ہے، ورنہ روایتی جن آپ ﷺ سے بھی کوئی نہ کوئی غیر معمولی اور حیرت انگیز بات ضرور کرتے اور عام انسانوں سے ہٹ کر کوئی اور رویہ اختیار کرتے مگر قرآن نے ایسی کوئی بھی مافوق الفطرت بات نہیں لکھی ہے، یہاں پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنات قرآن سن کر آپ ﷺ سے ملنے کے لئے ذرا سی دیر کے لئے وہاں پر ٹھہرے کیوں نہیں؟ اور اسلام کی بنیادی باتیں کیوں معلوم نہیں کیں؟ اور بغیر اسلام سیکھے مسلمان کیسے ہو گئے؟ جبکہ آسمان پر چڑھنے والے شیاطین (جنات) کے متعلق مافوق الفطرت باتیں لکھی گئی ہیں اور اگر روایتی جنوں کی عمریں ہزاروں سال ہوتی اور وہ حق کی تلاش میں بھی ہوتے تو ان کے لئے حق اور سچ کی تلاش کوئی بڑا مسئلہ نہیں تھی کیوں کہ ان کی عمریں ہزاروں سال ہوتی ہیں تو ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کا دور بھی دیکھا ہوگا اور حضرت عیسیٰ سے پہلے کے انبیاء جیسا کہ حضرت داؤ، حضرت سلیمان، حضرت ذکریا، حضرت یحیٰ اور دیگر انبیاء کا دور بھی لازمی دیکھا ہوگا۔ اور ان انبیاء سے ملاقات بھی ضرور کی ہوگی تو ایسی صورت میں ان کا قرآن کو سن کر تعجب کا اظہار کرنا اور اللہ سے شرک نہ کرنے کی حقیقت معلوم ہونا یہ ممکن نہیں ہے، ان تمام باتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روایتی جنات وغیرہ کچھ نہیں ہوتے اور جنات عام مخلوقات میں سے خفیہ مخلوقات کو اور شیطان کو اور شیاطین کو ہی کہا گیا ہے، (واللہ اعلم بالصواب) اس تفصیل کے بعد اب ہم آتے ہیں قرآن کریم کی آخری سورۃ یعنی

Scanned by CamScanner

سورۃ الناس کی طرف، مکمل سورۃ الناس کا ترجمہ ’’آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار (رب) کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی، لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (خواہ) وہ ’’جن‘‘ میں سے ہو یا انسان میں سے‘‘ اس سورۃ الناس کی تفسیر کے آخر میں اسی قرآن کریم میں ایک جملہ بڑا معنی خیز لکھا ہوا ہے جو کہ یوں ہے ’’اور بعض کہتے ہیں کہ جنوں پر بھی قرآن میں ’’رجال‘‘ (یعنی آدمی) کا لفظ بولا گیا ہے (سورۃ الجن آیت نمبر 6) اس لئے وہ بھی ناس کا مصداق ہیں‘‘

گزشتہ صفحات میں ہم سورۃ الجن کی آیت نمبر 6 کا ترجمہ قرآن سے دیکھ کر لکھ آئے ہیں، اس ترجمہ میں مترجم نے لفظ الرجال کو حذف کر دیا ہے اگر ہم الرجال کے معنی بھی کر لیں تو اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں بھی بن سکتا ہے، ’’بات یہ ہے کہ نظر آنے والی مخلوق میں سے چند لوگ (آدمی) بعض نظر نہ آنے والی مخلوق کے لوگوں (یعنی آدمیوں) سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے وہ یعنی خفیہ گروہ کے لوگ (جنات) اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے‘‘ یہ بات واضح ہونے کے بعد کہ الرجال کو بھی جن کے معنی میں لیا گیا ہے، اب ہم سورۃ الناس کو اسی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اس سورۃ میں ہمیں مختلف قسم کے شرور سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آنے کے لئے دعا سکھائی جا رہی ہے اس سورۃ سے قبل بھی سورۃ الفلق میں کئی قسم کے شرور سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے، جس میں ایسی برائیوں سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے جو کہ ہمیں نظر آتی ہیں، مثلاً رات کا اندھیرا، یعنی ایسے مظالم جو کہ اندھیرے کی آڑ میں کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ ایسے علوم شیطانی یا

Scanned by CamScanner

کالے علوم جو کہ عام طور پر عورتیں کرتی ہیں جیسا کہ ظاہری طور پر دھاگے وغیرہ پر گرہیں لگا کر پھونکیں مارنا اور اس سے ایسی جماعتیں بھی شمار کی جاسکتی ہیں جو کہ ظاہری طور پر لوگوں کے دلوں میں نفرت کے بیج بوتی ہیں اور پھونکیں مار کر یعنی غلط بیانی کر کے جھوٹ بول کر اور سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کو گروہ، گروہ کرتی رہتی ہیں اور حاسد انسان جو کہ اپنے حسد کی وجہ سے خود تو نقصان اٹھاتا ہی ہے اور خود حسد کی آگ میں جل کر ظاہری اور باطنی طور پر تباہ ہو جاتا ہے بلکہ وہ جس سے حسد کرتا ہے اس کو بھی ظاہری طور پر نقصان پہنچاتا ہے اور نقصان اٹھانے والے کو اکثر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے یا فلاں پارٹی نے مجھ سے حسد کی وجہ سے یہ نقصان پہنچایا ہے یا مجھے برباد کرنے کی کوشش کی ہے، یا اسلام سے حسد کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو تکلیف دی جاتی ہے اور اسلام کے راستے میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں اس طرح کی سازشیں اور باتیں عام طور پر نظر آتی ہیں اور لوگ انہیں سمجھتے ہیں جبکہ سورۃ الناس میں جس شر سے پناہ مانگنے کے لئے کہا گیا ہے وہ شر یا برائی ایسی ہے جو کہ کسی کو نظر نہیں آتی اور اندر ہی اندر دیمک کی طرح انسان کے اخلاقیات کو اور ایمان کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے، مسلمان زوال پذیر ہو جاتے ہیں بلکل تباہ ہو جاتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ایسا کیوں ہوا ہے، اور کون اس کا ذمہ دار ہے اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سمجھایا اور اس برائی سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے، اس آیت میں خاص طور پر خناس کے وسوسوں یا سازشوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے کہا گیا ہے اور یہ ''خناس'' کیا ہے؟ اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ چھپ کر وار کرنے والا، اور وار کر کے فوراً پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، اس دائرے میں ایسی تمام چیزیں

آ جاتی ہیں جو انڈر گراؤنڈ یعنی خفیہ طور پر کارروائی کرتی ہیں، اور پروپیگنڈا کرتی ہیں، غلط افواہیں پھیلاتی ہیں، دلوں میں وہم اور ایمان کے خلاف وسوسے پیدا کرتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ اللہ کے منکر اور قیامت کے منکر ہو جاتے ہیں جس کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان برائے نام مسلمان رہ جاتے ہیں اور اسلام مغلوب ہو جاتا ہے، جس کے باعث دنیا میں اسلام کے ماننے والوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہوئے شرم آتی ہے اس سورۃ کے آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ خناس کون ہیں؟ اس سورۃ کی آخری آیت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خناس ظاہری طور پر کام کرنے والے انسانوں میں بھی ہوتے ہیں اور خفیہ طور پر کام کرنے والی ظلم کی تنظیموں یعنی ''جن'' میں سے بھی ہوتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم سے بھی اچھی طرح سے یہ وضاحت ہوگئی ہے کہ دراصل ''جن یا جنات'' کسے کہا جاتا ہے اور وہ کس طرح کارروائی یا عمل کرتے ہیں، اب ہم اس بات کا تاریخی تناظر سے بھی جائزہ لیتے ہیں۔ آپ دنیا بھر کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے، دنیا میں کتنے ہی لوگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے، کتنے ہی ایسے فاتحین گزرے ہیں جنہوں نے مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک فتوحات کی ہیں بے شمار غیر مسلم فاتحین بھی آپ کو نظر آئیں گے اور بے شمار مسلمان فاتحین بھی آپ کو نظر آئیں گے مذہبی سوچ رکھنے والے فاتحین بھی ہیں اور لادین فاتحین بھی ہیں۔ یہ تمام فاتحین اور نامور لوگ غیر مرئی قوتوں پر یقین رکھتے تھے، اور ان میں سے بہت سے غیر مرئی طاقت کو پوجتے بھی تھے، جو چیز ان کی دسترس میں نہ آ سکتی تھی انہیں وہ معبود بنا لیتے تھے جو مسئلہ انہیں سمجھ نہیں آتا تھا اور پراسرار ہوتا تھا انہیں بھی وہ لوگ پوجنا شروع کر دیتے تھے، جیسے

Scanned by CamScanner

سورج، آگ، سانپ اور آسمانی آفات وغیرہ، انہی غیر مرئی قوتوں کو انہوں نے کچھ نام بھی دے ڈالے تھے جیسے بھوت، دیو، پری، بدروح، سرکٹا، دیوتا وغیرہ، انہی غیر مرئی قوتوں میں جو سب سے قدیم تصور ہے وہ ہے ''جن'' یا ''جنات'' کا تصور، اور یہ تصور قدیم دور سے لیکر اب جدید دور تک چلا آرہا ہے بلکہ روز افزوں ترقی پذیر ہے، جنات کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے اور تقریباً ہر مکتبہء فکر اور ہر طرح کی سوچ رکھنے والے اور ہر خاص و عام نے اسے تسلیم کیا ہے، لیکن حیرت انگیز اور تعجب کی بات یہ ہے کہ آج تک کسی نے بھی باقاعدہ کسی ''جن'' سے ملاقات نہیں کی۔ یہ الگ بات ہے کہ جنوں کے نام پر کاروبار اور تجارت کرنے والے لوگ اس قسم کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہی رہتے ہیں لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ تاریخ کے کسی موڑ پر بھی ''جنات'' اثر انداز نہیں ہوئے اور نہ ہی دنیا کے انقلابات میں کسی جن کا کوئی بھی حصہ ہے، تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ''یونان (مقدونیہ) کا سکندر اعظم، ایران کا سائرس اعظم، ذوالقرنین، خالد بن ولید، طارق بن زیاد، قتیبہ بن مسلم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، صلاح الدین ایوبی، چنگیز خان، ہلاکو خان، تیمور لنگ و دیگر غیر مسلم اور یورپین فاتحین وغیرہ تقریباً پوری یا آدھی دنیا فتح کرتے ہیں وہ بلند و بالا پہاڑی سلسلوں کو بھی زیر کرتے ہیں، میدانوں کو روندتے ہیں اور صحراؤں کو اور سمندروں کو بھی سر کرتے ہیں، خوفناک ترین علاقے فتح کرتے ہیں ان کا گزر ویران کھنڈرات سے بھی ہوتا ہے، خوبصورت شہروں سے بھی ہوتا ہے، پر اسرار وادیوں اور سنسان پرانے قبرستانوں، سادھیوں اور مختلف قسم کے گھاٹوں سے بھی ہوتا ہے، وہ دن میں بھی دوپہر کے وقت بھی اور رات کے ہر پہر بھی وہ اس طرح کے ٹھکانوں کو مسکن بناتے ہیں اور ان کے ساتھ بے شمار لشکر بھی ہوتا ہے جس

Scanned by CamScanner

میں ہر سوچ کے لوگ شامل ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی کبھی اس طرح کے روایتی جنات سے واسطہ نہیں پڑا، اور نہ ہی ان کی فتوحات میں کسی بھی علاقے کا کوئی ''جن'' کبھی رکاوٹ بنا۔ اس طرح کے لوگوں نے قدیم ترین اور پرانے قلعے بھی فتح کئے ان میں رہائش بھی اختیار کی لیکن کسی بھی روایتی جن نے انہیں ڈسٹرب نہیں۔ کیا آخر کیوں؟

البتہ مذکورہ فاتحین اور دیگر دوسرے فاتحین (جن کے نام طوالت کی وجہ سے میں نہیں لکھ رہا) کے چند ایک چیدہ چیدہ لوگوں کو اور انفرادی طور پر کسی کسی سپاہی کو کچھ پر اسرار قسم کے مناظر کہیں کہیں نظر آئے ہیں جن سے انہیں خوف بھی محسوس ہوا ہے لیکن بعد از اں تحقیق کے بعد وہ تمام واقعات اور مناظر صرف شعبدہ بازیاں ہی ثابت ہوئے ہیں اور ان کے پیچھے انتہائی خطرناک خفیہ لوگ ظاہر ہوئے اور پکڑے گئے اور اپنے انجام کو پہنچے اور ان کے مذموم غلیظ منصوبے ناکام ہوئے۔

بقول شاعر: کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں۔

بحوالہ: ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی

قرآن کریم: مطبوعہ شاہ فہد قرآن شریف
پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ (سعودی عرب)

احادیث سے دلائل

ملاحظہ فرمائیں، حدیث نمبر 110 کتاب الصلواۃ صحیح بخاری

روایت ہے اسحٰق بن ابراہیم سے، فرمایا ہمیں خبر دی روح و محمد بن جعفر نے، سنا شعبہ سے کہ محمد بن زیاد نے سنا ابی ہریرہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ "گذشتہ رات ایک سرکش جن، میرے پاس آیا، یا اسی طرح کی کوئی بات آپ ﷺ نے فرمائی، تاکہ وہ میری نماز میں خلل ڈالے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا۔ اور میں نے چاہا مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں۔ تاکہ صبح کو تم سب اس کو دیکھتے، پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آئی (جو سورۃ ص میں ہے) "اے میرے رب مجھ کو ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو"

راوی روح نے کہا۔ پھر آپ نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔

حدیث نمبر 111 کتاب الصلاۃ۔ صحیح بخاری:

روایت ہے عبداللہ بن یوسف سے کہا مجھے بتایا اللیث نے، اس نے سنا سعید بن ابی سعید سے۔ اس نے سنا ابو ہریرہ سے کہ نبی ﷺ نے کچھ سواروں کو نجدی کی طرف بھیجا، وہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے، اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا۔ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا، پھر نبی ﷺ اس کی طرف آئے اور آپ ﷺ نے (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ وہ چھوٹ کر

Scanned by CamScanner

مسجد کے قریب کھجور کے درخت کے پاس گیا۔ وہاں غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''

حدیث نمبر 120 کتاب الصلاۃ۔ صحیح بخاری میں بھی تقریباً اسی طرح کا مضمون وارد ہوا ہے۔

اب دیکھئے حدیث نمبر 13 کتاب العمل فی الصلاۃ۔ صحیح بخاری۔

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی، اس کے بعد فرمایا، شیطان میرے سامنے آیا۔ اس نے میری نماز توڑنے کے لئے زور لگایا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا۔ میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یا اس کو دھکیل دیا۔ اور میں نے یہ چاہا کہ مسجد کے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں، صبح کو تم اس کو دیکھ لو۔ لیکن مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی ''اے اللہ! مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے، آخر اللہ نے ذلت کے ساتھ اس کو بھگا دیا۔

آپ مندرجہ بالا احادیث کو بنظر غائر پڑھیں۔ اور ان کا تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تمام احادیث کا ماخذ حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ اور دراصل یہ ایک ہی حدیث ہے جو کہ مختلف لوگوں سے سن کر مختلف راویوں نے بیان کی ہے اور راویوں نے بھی اندازے سے بات کی ہے کہ ''یوں کہا'' یا ''شاید یوں کہا''۔ ان احادیث میں صرف آخری کا ایک جملہ ہے، جس سے بات سمجھنے میں ذرا الجھن ہوتی ہے۔ اور وہ جملہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے الفاظ، جو کہ قرآن مقدس سے ثابت ہیں۔ اب ہم غور کریں تو مذکورہ واقعہ سے سلیمان علیہ السلام کی دعا کا

Scanned by CamScanner

کوئی تعلق نہیں بنتا۔ جن کو یا شیطان کو ستون سے باندھنے سے حضرت سلیمان بادشاہت پر کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ کیوں کہ حضرت سلیمان کی بادشاہت تو مدتوں پہلے ہو کر گزر بھی چکی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ راویوں سے کہیں نہ کہیں پر کوئی غلط فہمی ضرور ہوئی ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

اب آیئے ہم اپنے نظریئے سے ان احادیث کو یا اس پورے واقعے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی ایک رات جبکہ آپ ﷺ حسب عادت، عبادت میں مصروف تھے، کہ اچانک ایک چھاپہ مار جاسوس کمانڈو آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے آیا تو آپ نے اس کو اپنے قابو میں کرلیا، اور یہ ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تاکہ صبح ہونے پر تمام صحابہ اس کو دیکھ لیں۔ (ظاہر ہے کہ کسی جن کو یا شیطان کو تو کوئی صحابہ نہیں دیکھ سکتا تھا)۔ لیکن اس کی کسی بات کی وجہ سے یا کسی حکمت عملی کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ لیکن اگلی صبح چند سواروں کو بھیج کر اس شخص کو جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا۔ گرفتار کروالیا۔ اور اسے اپنی پلاننگ کے مطابق مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا، وہ شخص تین دن تک بندھا رہا۔ اس دوران وہ مسلمانوں کے رویوں کا بغور جائزہ لیتا رہا اور متاثر ہوتا رہا۔ بعدازاں جب اسے رہا کیا گیا تو وہ مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

بہرحال کہنے کا مقصد یہ کہ کسی بدمعاش، سرکش کافر کے بارے میں کوئی تفصیلی حلیہ یا اس کی اہمیت بتانے کے لئے صرف شیطان کہہ دینا، یا جن کہہ دینا ہی کافی ہوتا تھا۔

اللہ ہمیں اسلام کی اصل روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آج کے دور میں ہم کسی بیمار آدمی کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ اس پر کسی

Scanned by CamScanner

وائرس کا حملہ ہوگیا ہے، یہ ہی بات اگر ہم پرانے دور میں کہتے تو کیا کہا جاتا؟ یہ ہی نا کہ اس پر کسی جن کا حملہ ہوگیا ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ''جن'' ہمیشہ ایک یا دو لوگوں کو ہی ڈراتا ہے۔ کبھی کسی جن نے کسی ہجوم کو نہیں ڈرایا، کیا جنات زیادہ لوگوں سے ڈرتے ہیں؟ اور انہیں دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں؟

مزید یہ کہ ''جن'' کے لئے اگر آج کے دور کی اصطلاح استعمال کریں تو اسے ''خفیہ ہاتھ'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ لفظ ''جن'' کو بعض اوقات علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز جس طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ ہر مسلمان انسان ہوتا ہے، لیکن ہر انسان مسلمان نہیں ہوتا۔ بلکل اسی طرح ہر شیطان ''جن'' ہوتا ہے۔ لیکن ہر ''جن'' شیطان نہیں ہوتا۔ البتہ ''شیطان خصلت'' ضرور ہوتا ہے۔

ایک بات اور آپ غور فرمائیں کہ جنات وغیرہ صرف رات کے وقت اور اندھیرے میں ہی اپنی کارستانی کرتے ہیں، کبھی کسی جن کو دن کے وقت اور روشنی میں فعال نہیں دیکھا ہوگا۔ آخر کیوں؟

Scanned by CamScanner

چند واقعات

چند عام واقعات لکھنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ ایک اہم تاریخی واقعہ مزید یہاں پر نقل کر دیا جائے، وہ یوں کہ جب سلطان محمود غزنوی ہندستان کے تمام مندروں کو مسمار کرتے ہوئے اور بتوں کو توڑتے ہوئے گجرات کے علاقے میں پہنچے، جسے اس دور میں ''نہر والا'' کے نام سے پکارا جاتا تھا، تو وہاں کے ایک بڑے مندر میں تمام مسلمان یہ دیکھ کر حیران و ششدرر رہ گئے کہ مندر کے ایک بڑے کمرے میں ایک بڑا بت بغیر کسی سہارے کے فضا میں معلق ہے، سلطان محمود غزنوی کو کچھ سمجھ نہ آیا تو وہاں کے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب ہمارے دیوتاؤں کی کرامت ہے کسی نے کہا کہ یہ ہندو جنات کا کارنامہ ہے، لیکن محمود غزنوی اتنے کچے نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے بڑے بڑے علماء، و فضلاء اکٹھے کئے اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو انہوں نے بڑے غور وخوض کے بعد اپنی رائے دی کہ یہ سب مقناطیسیت کا کمال ہے، اور کمرے کی چاروں دیواروں اور چھت میں بڑے تناسب اور کاریگری کے ساتھ مقناطیسی پتھر نصب کئے گئے ہیں، جن کی وجہ سے بت جو کہ لوہے کا بنا ہوا ہے وہ کسی بھی طرف نہیں جھک سکتا، لہٰذا وہ فضا میں معلق ہو کر رہ گیا ہے، چنانچہ یہ سن کر محمود غزنوی نے کمرے کی ایک دیوار گرانے کا حکم دیا اور جیسے ہی دیوار گری اس کے ساتھ ہی بت بھی زمین پر آگرا۔ اگر محمود غزنوی یہ مسئلہ نہ سلجھاتا تو آج تک وہ بت یوں ہی فضا میں معلق رہتا۔

Scanned by CamScanner

اور عام لوگ اسے جنوں کا کارنامہ یا دیوتاؤں کی کرامت ہی سمجھتے رہتے، نظریہ جن کے باعث دنیا بھر میں تقریباً پچاس فیصد لوگ اس دھوکہ کے روزگار سے لگے ہوئے ہیں اور جنات کے مسائل کو ذریعہ معاش بنایا ہوا ہے، وہ کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ اصل حقیقت کا انکشاف ہو لیکن اصل حقیقت کا انکشاف ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ اس انکشاف کے بعد لاکھوں، کروڑوں لوگ سکون کا سانس بھی لے سکیں گے جو کہ اب جنات کے خوف کی وجہ سے ہر وقت پریشان رہتے ہیں اور اپنی آمدنی کا اکثر حصہ اسی مسئلے کے حل میں ضائع کر دیتے ہیں۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بے شمار لوگوں کو جنات کے اثر کی شکایت رہتی ہے اور اس ذہنی پیچیدہ بیماری کا علاج وہ پیروں فقیروں اور عاملوں سے کرواتے پھرتے ہیں لیکن بجائے افاقہ ہونے کے ان کی پریشانیاں بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں، نفسیات کے ماہر جانتے ہیں کہ اس طرح کے مسائل کی اصل وجہ کئی قسم کی ذہنی بیماریاں ہوتی ہیں، انہی میں ایک بیماری ''ہسٹیریا'' بھی ہے، اس بیماری میں مبتلا شخص چیختا چلاتا ہے اور منہ سے عجیب و غریب آوازیں بھی نکالتا ہے۔ بعض اوقات مردانہ بھاری آواز بھی منہ سے نکلتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس بیماری کو جنات کا اثر سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات مریض بستر پر اچھلتا ہے اور بستر سے اچھل کر نیچے زمین پر بھی آجاتا ہے چنانچہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسے جن نے اٹھا کر نیچے پٹخ دیا ہے اور اس خیال کو عامل حضرات مزید تقویت بخشتے ہیں کیونکہ یہی ان کا پیشہ ہے۔ جنات کے اثر کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ بعض عورتیں اور مرد جنات کے اثر کی آڑ میں اپنے ناجائز مفادات بھی حاصل کرتے ہیں، بہرحال اسی ضمن میں اگر اپنے چند مشاہدات پیش کر دیئے جائیں تو نامناسب نہیں ہوگا، ہمارے لڑکپن کے دور میں ہمارے محلے کی ایک نوجوان شادی

Scanned by CamScanner

شدہ لڑکی جس کو شادی کے کافی عرصہ بعد تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، اسی بیماری سے دوچار ہوئی وہ شاید ہسٹیریا کے مرض میں ہی مبتلا تھی، مگر اس کے والدین اس کا جن نکلوانے کے چکر میں عاملوں کے پاس جاتے رہے وہ لڑکی یوں ہی چیختی چلاتی اور مردانہ آوازیں نکالتی تھی اور کئی برس تک اس بیماری میں مبتلا رہنے کی وجہ سے بلکل لاغر اور کمزور ہوگئی اور بالآخر انتقال کرگئی۔

اسی طرح ہمارے ایک عزیز کو یہ شکایت تھی کہ اکثر سوتے میں اس کی کھاٹ کو جنات الٹ دیتے ہیں، لیکن ہم نے کبھی اس کی چارپائی کو الٹا ہوا نہیں دیکھا، اسی طرح ایک شخص ماہ رمضان میں محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھا، مگر رات بارہ بجے کے بعد وہ چیختا چلاتا ہوا مسجد سے نکل کر گھر بھاگ آیا کہ بقول اس کے جنات اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں حالانکہ اسی مسجد میں دیگر لوگ بھی اس وقت اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر سال ہی لوگ بیٹھتے تھے۔ مگر انہیں کبھی کوئی جن نظر نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز ذہنی خوف پر منحصر ہے کہ انسان جس چیز کے متعلق زیادہ سوچتا ہے وہ چیز مجسم ہوکر اس کے سامنے آجاتی ہے۔ ڈراؤنی فلمیں دیکھنے والے اور ڈراؤنی کہانیاں پڑھنے والوں کو اکثر جنات نظر آتے رہتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ہم نے نویں یا دسویں کلاس میں سچی کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب جو کہ انگریزی کہانیوں سے ماخوذ تھی پڑھی تھی۔ اس میں ایک ڈاکٹر نے اپنی آپ بیتی کچھ یوں لکھی تھی ”ایک بار ہمیں ایک پیچیدہ قتل کیس میں مقتول شخص کا پوسٹ مارٹم کرنا پڑا وہ اس قدر مشکل کیس تھا کہ ہمیں اس کام میں تقریباً ساری رات گذر گئی۔ رات کے آخری لمحات میں فارغ ہوئے تو میں اپنے آفس میں جا کر کرسی پر آرام کی غرض سے بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کرلیں، دماغ میں مقتول شخص کا

Scanned by CamScanner

چہرہ بار بار آ رہا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پیچھے کھڑا ہوا ہے میں نے گردن گھما کر دیکھا تو وہی مقتول شخص میرے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میں کوئی اوہام پرست تو تھا نہیں کہ ڈر کر چیخ وپکار کرتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا، میں نے اس مسئلے پر غور کرنا شروع کر دیا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ اور کرسی سے اٹھ کر آفس میں ٹہلنا شروع کر دیا تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ مقتول شخص بھی میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چل رہا ہے میں جس طرف بھی جاتا ہوں وہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ بالآخر سوچتے سوچتے مجھے کچھ یاد آیا اور میں لائبریری کی طرف چل دیا۔ اس عرصہ میں بھی وہ میرے پیچھے پیچھے ہی چل رہا تھا۔ لائبریری میں آ کر میں نے نفسیات سے متعلق ایک الماری سے کتابیں نکال کر دیکھیں اور ان میں سے ایک کتاب منتخب کر کے اسے کھول کر مخصوص جگہ سے پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کسی بھی شخص کے متعلق انتہائی حد تک سوچیں اور اس کا خیال مکمل طور پر آپ کے ذہن پر قبضہ کر لے تو اس شخص کا خیال مجسم ہو کر آپ کے سامنے آ جائے گا۔ اس خیال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے ذہن میں اس سے بھی بڑا کوئی خیال یا احساس پیدا ہونا چاہیئے یا آپ اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو تیز دھار آلے سے کاٹ لیں تاکہ تکلیف کی شدت آپ کے خیال پر غالب آ جائے یہ پڑھ کر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ مقتول شخص اب بھی میرے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ آخر میں نے ایک تیز دھار بلیڈ سے اپنی کلائی کو کاٹ ڈالا، جیسے ہی کلائی کا خون فرش پر گرا ویسے ہی اس شخص کا جسم بھی میری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ اس کہانی سے بھی ہمیں بہت کچھ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اس طرح کا واقعہ اگر ہمارے ساتھ پیش آتا تو ہم کیا کرتے؟ کیا ہم اس چیز کو

Scanned by CamScanner

جن بھوت کا اثر نہ سمجھتے؟ ہلکل اسی طرح کی کیفیات آج کل کے مریضوں کی بھی ہوتی ہے ابھی کچھ روز پہلے ہماری ایک عزیزہ کو بھی اس قسم کا معاملہ درپیش ہوا۔ اس کے گھر والے اسے عاملوں کے پاس لے جاتے رہے ایک عامل نے اس کے بال شراب میں بھگو دئے اور کہا کہ ''جن'' ہندو ہے اور شراب کا عادی ہے اس لئے میں اسے شراب پلا رہا ہوں اور پھر وہ شراب خود بھی پی گیا، بعدازاں اس لڑکی کو کافی اذیت دینے کے بعد اس سے پوچھنا شروع کیا تو وہ لڑکی وہی کچھ بولتی رہی جو اس عامل نے بتایا تھا اور لڑکی کی زبان سے جن نے بات کرنا شروع کر دی اس نے بتایا کہ وہ ہندو جن ہے وغیرہ وغیرہ، اور اس لڑکی کے شوہر کے بڑے بھائی اور بھابھی نے عمل کر کے مجھے اس لڑکی پر بھجوایا ہے۔ جس کے باعث اس لڑکی کی سسرال میں بہت بڑا تنازعہ کھڑا ہو گیا اور بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا، اسی طرح کے بے شمار واقعات آپ کو روزانہ بے شمار خاندانوں میں دیکھنے کو ملیں گے

Scanned by CamScanner

ذاتی مشاہدات

اب میں اپنا ایک واقعہ بھی پیش کرتا ہوں یہ اس وقت کا قصہ ہے جب ہم نے میٹرک پاس کر کے 1973ء میں سپیریئر سائنس کالج خیر پور میرس میں ایف ایس سی میں داخلہ لیا تھا۔ ہمیں وہاں رہائش کے لئے کوئی جگہ چاہئے تھی۔ جبکہ خیر پور ہمارے لئے نیا شہر تھا۔ کوئی جاننے والا نہیں تھا اور ان دنوں ہم مالی لحاظ سے بھی خوشحال نہیں تھے تقریباً دو تین ماہ ہم روزانہ ریل کے ذریعے شام کو گھر آ جاتے تھے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا تھا۔ لہٰذا ہمیں کوئی سادہ سی اور سستی جگہ چاہئے تھی کافی تلاش کے بعد آخر کار کسی کی معرفت ہمیں بلکل مفت ایک عجیب و غریب جگہ رہنے کے لئے مل ہی گئی۔ چنانچہ جب تک ہمیں کوئی معقول جگہ نہیں مل جاتی تب تک ہم نے وہاں پر ہی عارضی طور پر رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ میرے ساتھ میرا پھوپھی زاد محمد رفیق بھی تھا۔ مذکورہ جگہ کو میں نے عجیب وغریب اس لئے کہا ہے کہ وہ محاورۃ نہیں بلکہ حقیقت میں انتہائی عجیب وغریب جگہ تھی۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ریاست خیر پور کے آخری والی ''میر ہنر ہائی نس سر فیض محمد کی رہائش گاہ جو کہ ''فیض محل'' کے نام سے منسوب ہے اور آج بھی اپنے عظمت رفتہ کی نشاندہی کر رہی ہے۔ اسی فیض محل کے عقب میں ایک وسیع احاطہ تھا ممکن ہے کہ وہ آج بھی موجود ہو۔ اس احاطہ میں میروں کے زمانہ کی جیل تھی اور قید خانہ کے طور پر تقریباً پانچ بڑے بڑے کمرے ایک ہی لائن میں بنائے گئے تھے۔ جن کے دروازے مضبوط

Scanned by CamScanner

لکڑی کے تھے اور ان میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں جو کہ باقاعدہ کسی مضبوط اور خوفناک جیل کا منظر پیش کر رہی تھیں وہ تمام کمرے کچے تھے اور ان میں کوئی فرش وغیرہ بھی نہیں بنایا گیا تھا۔ دائیں طرف کے شاید تین کمروں کے سامنے چھوٹا سا ایک قبرستان تھا جس میں اس دور کی کچھ قبریں تھیں اور ان قبروں کے وسط میں ایک سیاہ علم (کالا جھنڈا) لگا ہوا تھا۔ قبروں کے آگے ایک حد بندی کے لئے چھوٹی سی دیوار بھی نکالی گئی تھی۔ جس کے باعث بقایا دو کمرے قبروں سے علیحدہ لگتے تھے اور ان دونوں کمروں کے سامنے خالی میدان پڑا ہوا تھا۔ ان دو کمروں میں سے ہی دیوار کے برابر والا کمرہ ہمیں رہنے کے لئے مفت میں مل گیا تھا۔ لہٰذا اس کمرے کو ہم نے صاف کر کے اپنا سامان اور کتابیں وغیرہ وہاں پر لگا دیں۔ قبرستان والے حصہ کے بلکل سامنے ایک اور احاطہ میں پرانے دور کا پھانسی گھاٹ بنا ہوا تھا جس میں پھانسی کے لئے لٹکانے کے کھنڈرات ابھی تک نظر آتے تھے وہاں پر شاید حکومت کے مخالف مجرموں کو پھانسی پر لٹکایا جاتا تھا۔ ان تمام مناظر کو دیکھ کر جسم میں خوف کی لہر دوڑ جاتی تھی۔ اور اس بڑے احاطہ کے بیرونی گیٹ کے اندر گھستے ہی وہاں پر رہنے والے ایک دو ملازمین کے گھر تھے جو کہ اس پورے ماحول کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، اور انکی اجازت سے ہی ہمیں وہاں پر رہائش ملی تھی جو کہ بلکل فری تھی اس جگہ کا ماحول دیکھ کر خوف کے مارے ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے لیکن مجبوری تھی اور ''مرتے کیا نہ کرتے'' کے مصداق ہم وہاں چند راتیں گذارنے کے لئے تیار ہوگئے۔ وہاں کے بارے میں کچھ خوفناک روایتیں بھی مشہور تھیں اور روشنی کا بھی وہاں کوئی انتظام نہیں تھا۔ ہم نے اپنے پڑھنے لکھنے کے لئے لالٹین (پرانے دور کی

بتی) کا انتظام کرلیا تھا۔ لیکن مغرب کے بعد ہم دونوں میں سے کسی کی بھی اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ کمرے سے باہر نکل سکیں۔ وہ سردیوں کے دن تھے اور مغرب کے بعد ہم کمرے کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ جاتے تھے، وہاں پر ہمیں کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ ایک رات میں لحاف اوڑھ کر سویا ہوا تھا کہ اچانک مجھے اپنے اوپر بوجھ سا محسوس ہوا تو میری آنکھ کھل گئی مگر میں نے لحاف سر سے نہیں ہٹایا مجھے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی شخص میرے اوپر چڑھ رہا ہے پہلے اس نے ایک گھٹنا میرے سینے پر رکھا اس کے بعد دوسرا گھٹنا بھی رکھا اور دوسری جانب جھکا میں نے پھر بھی لحاف نہیں ہٹایا اور یہ سمجھا کہ میرا پارٹنر ''رفیق'' ہے جو کہ میری چارپائی کے بائیں جانب میز پر رکھی ہوئی کتابوں میں سے کوئی کتاب پڑھنے کے لئے اٹھا رہا ہے، یہ رفیق کی عادت تھی کہ اکثر وہ میرے سو جانے کے بعد کالج کا کام کیا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ شخص جس طرح میرے اوپر چڑھا تھا اسی طرح نیچے اتر گیا تو پھر میں نے لحاف منہ پر سے ہٹا کر دیکھا کہ ایک سیاہ جبے میں ملبوس کوئی شخص دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ پھر بھی میں نے یہی اندازہ لگایا کہ رفیق ہی ہے جو کہ رات کو اکثر ایک بڑا سا گاؤن پہنا کرتا تھا۔ مگر یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ وہ دروازے کی جانب کیوں جا رہا تھا جبکہ اس کی چارپائی میرے پاؤں کی طرف تھی، بہرحال نیند کی وجہ سے میں نے زیادہ توجہ نہیں دی اور میں دوبارہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے میں نے یہ ہی بات رفیق سے پوچھی کی وہ رات کو چوری چھپے اٹھ کر اکیلا اکیلا پڑھ رہا تھا؟ میری بات سن کر اس نے تعجب کا اظہار کیا، تب میں نے اس کو رات کا واقعہ سنایا تو خوف کے مارے اس کا رنگ اڑ گیا۔ وہ تو پہلے ہی خوفزدہ تھا اب تو مزید ڈر گیا۔ چنانچہ اسی روز کالج کے بعد شام سے پہلے پہلے ہم کالج کے نزدیک ہی ایک

Scanned by CamScanner

بہت اچھی جگہ میں شفٹ ہو گئے ، یہ واقعہ آپ نے پڑھا اور جو بھی کوئی اسے سنے گا تو وہ اسے جن بھوت وغیرہ کی کارستانی ہے سمجھے گا۔ اور اس وقت میرا بھی یہی خیال تھا مگر اب سوچتا ہوں تو چند وجوہات بھی ذہن میں آتی ہیں ، ایک تو یہ کہ وہ ماحول ہی بڑا پراسرار اور خوفناک تھا جس کا اثر ہمارے اعصاب پر لازمی ہوا ہوگا، اس لئے یہ ممکن ہے کہ میں نے کوئی خواب ہی دیکھا ہو جسے صبح اٹھ کر میں نے حقیقت سمجھا تھا اور یہ کہ رفیق کو رات کے وقت سوتے میں چلنے کی عادت یا بیماری بھی تھی لہٰذا ان وجوہات میں سے کچھ بھی ممکن ہوسکتا ہے۔ بہر حال اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایسے روایتی جنات ہر گز نہیں تھے جو اس وقت ہم سمجھتے تھے۔

البتہ اس کے علاوہ بھی کوئی ایسی وجہ ہوسکتی ہے جسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

بہر حال یہ تو طئے ہے کہ ان دیکھی شئے کو تو ''جن'' ہی کہا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور چھوٹا سا واقعہ جس سے میں خوفزدہ ہوا تھا وہ یوں ہے کہ آج سال 2015ء سے تقریباً 20 سال قبل میں حسب معمول رات کے تقریباً دس بجے پیدل اپنے گھر جا رہا تھا، گھر جانے کے لئے ہمیں ریلوے لائن عبور کرنی پڑتی ہے، ریلوے لائن سے اترتے ہی ایک بڑا گراؤنڈ جو کہ ریلوے کی ہی حدود میں ہے، پار کرنا پڑتا ہے، اس گراؤنڈ (میدان) میں اکثر خانہ بدوش اور فقیروں کی جھونپڑیاں اور خیمے لگے ہوتے ہیں، موسم سرد تھا اور کافی خنکی محسوس ہو رہی تھی، میں جیسے ہی ریلوے ٹریک سے اترا تو سامنے میدان میں دھول مٹی اٹھتی نظر آئی، نزدیک آیا تو اس دھول میں ننگ دھڑنگ کئی بچے اچھلتے کودتے نظر آئے، یہ منظر کچھ غیر معمولی سا تھا، کیوں کہ موسم سرد تھا اور سرد موسم میں دس بجے کا وقت بہت دیر محسوس ہوتی ہے اور ایسے وقت میں ننگ دھڑنگ بچے یوں اچھلتے کودتے عجیب سے

Scanned by CamScanner

محسوس ہو رہے تھے میں ایسا منظر اس راستے میں پہلی بار دیکھ رہا تھا حالانکہ یہ میرا روز کا آنے جانے کا راستہ تھا، اور یہاں سے گزرنا میرا روز کا معمول تھا۔ لہٰذا انہیں دیکھ کر میرے ذہن میں فوراً ''جنات'' کا خیال آیا لیکن مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوا، اردگرد دیکھا تو پورا علاقہ سنسان نظر آیا، صرف کچھ فاصلے پر حسب معمول چند جھونپڑیاں ضرور نظر آئیں جن میں خاموشی تھی۔ میں ان سے چند قدم کے فاصلے پر رک گیا اور سوچا کہ اگر یہ جنات بھی ہیں تب بھی مجھے ان کے قریب جا کر انہیں دیکھنا چاہیئے، میں ان کے قریب جانے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ پھر خیال آیا کہ مجھے کیا ہے کچھ بھی ہو۔ اس قدر مٹی اور گرد اڑ رہی ہے کہ خواہ مخواہ میرے کپڑے میلے ہو جائیں گے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ اپنے گھر ہی چلوں، یہ سوچ کر میں ان بچوں کی طرف جانے کی بجائے سیدھا گھر کی طرف ہی چل پڑا، میں جیسے ہی وہاں سے چند قدم آگے چلا تو مجھے اپنے کانوں میں ایک آواز محسوس ہوئی، جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ ''جا بابا تیری قسمت اچھی تھی'' میرے وجود میں ایک سنسنی سی پھیل گئی اور میں سیدھا گھر چلا آیا، گھر آکر میں نے یہ سب کچھ اپنے اہل خانہ کو بتایا تو میری والدہ اور گھر میں موجود دیگر بوڑھی عورتوں نے کہا کہ واقعی اس میدان میں جنات کا اثر ہے اور چند دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں، چنانچہ والدہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میں آسیب سے بچ کر اپنے گھر پہنچ گیا۔ کیوں کہ ان کے خیال میں وہ جنوں کے بچے تھے۔ چنانچہ ابھی بھی گھر والے اس واقعہ کا تذکرہ کبھی کبھی موقع کی نسبت سے کر لیتے ہیں۔ اب آپ نے یہ سب کچھ پڑھ کر کچھ بھی سمجھا ہو مگر اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ دراصل وہاں پر فقیروں کی جھونپڑیاں تھیں جن کے ننگ دھڑنگ بچے مٹی میں اچھل کود کر کھیل رہے تھے اور مجھے

Scanned by CamScanner

جو آواز سنائی دی تھی وہ دراصل میرے اندر کا خوف تھا، کیونکہ ہم اکثر بچپن میں اپنے بڑے بوڑھوں سے اس طرح کی پراسرار کہانیاں سنتے ہی رہتے تھے اور خاص طور پر یہ جملہ ضرور بتایا جاتا تھا کہ ''جا بابا تیری قسمت اچھی تھی'' لہٰذا میرے لاشعور سے یہ جملہ ابھر کر میرے کانوں میں سنائی دیا۔ حالانکہ جب میں نے خود یہ جملہ کانوں میں محسوس کیا تو فوراً میرے ذہن میں خیال بھی آیا تھا کہ انہوں نے مجھے ''بابا'' کیوں کہا جبکہ اس وقت میں ''بابا'' کسی بھی طرح سے نظر نہیں آتا تھا مگر چوں کہ میرے لاشعور میں یہ الفاظ بچپن سے ہی چھپے ہوئے تھے لہٰذا خوف کی ایسی ہی صورتحال میں اور ڈر پیدا ہونے کی وجہ سے وہی لاشعور میں دبے ہوئے الفاظ ابھر کر کانوں میں بھی محسوس ہوئے، میں تو اس صورتحال کو فی الوقت یوں ہی سمجھتا ہوں، ممکن ہے کہ اصل وجہ کوئی دوسری ہو جسے علم النفسیات کے طلباء مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں اگر میں کچے ذہن کا آدمی ہوتا تو مندرجہ بالا واقعات کو بڑے فخر کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرتا اور دعویٰ کرتا کہ میں نے بھی جنوں کو دیکھا ہوا ہے، مگر اللہ کا فضل ہے کہ اللہ نے مجھے توہمات اور شرک سے بچایا ہوا ہے اسی لئے میں ہر واقعہ کو حقیقت کی نظر سے ہی دیکھتا ہوں۔

ایک دلچسپ بات اور آپ کو بتاتا چلوں، ٹنڈو آدم میں ہمارے ایک رشتہ کے خالو تھے موصوف پہلوانی بھی کرتے تھے اور کشتی کھیلنے کے شوقین تھے۔ کچھ عرصہ قبل ہی ان کا انتقال ہوا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار رات کے وقت وہ پیدل کہیں جارہے تھے راستے میں چند لوگ انہیں کشتی لڑتے ہوئے نظر آئے، وہ ان کے قریب گئے اور رات کے وقت یوں تنہائی میں خاموشی کے ساتھ کشتی کرنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ انسان نہیں ہیں بلکہ جنات ہیں، یہ سن کر موصوف

Scanned by CamScanner

نے بھی خواہش ظاہر کی کہ میں بھی آپ کے ساتھ کشتی لڑنا چاہتا ہوں، یہ سن کر وہ بھی کشتی لڑنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اور ایک ''جن پہلوان'' کے ساتھ ان کی کشتی کروادی گئی اور اس کشتی میں موصوف نے اپنے مدمقابل جن پہلوان کو شکست دے دی، اس واقعے کا ذکر انہوں نے چند ایک بار کچھ لوگوں کے سامنے کیا تھا، اب اگر ہم اس بات کا تنقیدی جائزہ لیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر موصوف جھوٹ نہیں بول رہے تھے تو ممکن ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ انہوں نے کشتی لڑی، انہوں نے ہی مذاق میں اپنے آپ کو ''جن'' کہہ دیا ہو اور موصوف نے اسے سچ سمجھ لیا ہو۔ ممکن ہے کہ خود موصوف نے ہی لوگوں کے سامنے اپنی پہلوانی کی دھاک بٹھانے کے لئے یہ قصہ گھڑ لیا ہو۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ قصہ سننے والوں نے بھی کیا کچھ نمک مرچ لگا کر آگے دوسروں کو نہیں سنایا ہوگا؟ اسی طرح جھوٹے قصے بڑھ بڑھ کر رسی سے اژدھا بن جاتے ہیں اور کمزور عقیدے کے اوہام پرست لوگ بڑے مزے لے لے کر یہ قصے آگے بیان کرتے رہتے ہیں۔ اب میں آپ سے اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کرتا چلوں۔

21 مئی 2010ء بروز جمعہ میرے لئے ایک ہولناک دن تھا اس روز درجہ حرارت تقریباً 52 سے 53 ڈگری سینٹی گریڈ تھا۔ دن کے دس بجے ایک عزیزہ بوڑھی عورت کا نماز جنازہ پڑھ کر اس کی تدفین میں شرکت کی، نماز جمعہ پڑھ کر کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کی غرض سے بستر پر لیٹا ہی تھا کہ اچانک سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی، گھبرا کر کمرے سے باہر بھاگا، چند لمحوں کے بعد سانس بحال ہوئی مگر ذہن میں عجیب قسم کے خیالوں اور وہموں کا تانتا بندھ گیا۔ عجیب عجیب خیال ذہن میں یوں آ رہے تھے جیسے ڈھلان کی طرف سیلابی پانی کا ریلا آتا ہے۔ مثلاً میں کون ہوں؟ یہ

Scanned by CamScanner

گھر میں کھیلتے ہوئے بچے کون ہیں؟ آج سے 40-30 سال پہلے تو میں ایسا نہیں تھا جیسا کہ اب ہوں یہ سفید بال کیوں آ گئے ہیں؟ یہ بچے گھر میں پہلے تو نہیں ہوتے تھے، ہمارے بڑے کہاں چلے گئے ہیں؟ میرا ماضی کہاں چلا گیا ہے؟ دوبارہ میرا ماضی پلٹ کر واپس کیوں نہیں آ رہا؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اور اس طرح کے بے شمار سوالات ذہن میں آ رہے تھے۔ دل میں بے حد گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی اور یہ کیفیت عارضی یا تھوڑی دیر کے لئے نہیں تھی بلکہ مستقل اور ہر وقت کا روگ بن گیا تھا لیٹنا چاہتا تو لیٹ نہیں سکتا تھا، کسی بھی چھت کے نیچے کھڑا ہونا اور کسی کمرے میں جانا محال اور مشکل ہو گیا، ہر قسم کی گاڑی سے سفر کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ کسی بھی رش والی جگہ پر جانے سے گھبراہٹ بڑھ جاتی تھی۔ ذہن میں جس چیز کا بھی خیال آتا اسے فوراً حاصل کر لینا چاہتا تھا اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا تھا۔ گھبراہٹ بڑھتی ہی رہتی تھی، کسی بھی لمحے سکون میسر نہیں ہوتا تھا۔ زمین پر کوئی بھی کاغذ کا ٹکڑا پڑا نظر آتا تو اسے اٹھا کر پڑھنے لگتا تھا۔ یا اس پر بنے ڈیزائن اور رنگ دیکھتا رہتا تھا۔ کوئی بھی شخص شناسا نظر آتا تو اس کے پیچھے پیچھے چل دیتا تھا اور اس کا مکمل تعارف حاصل کرنے کی کوشش کرتا، اسی طرح لوگوں کے گھر اندر سے اور باہر سے دیکھنے کے لئے کوشاں رہتا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں کئی بار بے عزتی بھی برداشت کرنی پڑی اور ہر چیز کو غور سے بار بار دیکھنے کی کوشش کرتا لیکن دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مجھے اپنی ہر چھوٹی بڑی غلط حرکت کا احساس ہوتا تھا، مگر میں اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ میرا ذہنی توازن خراب ہو چکا تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اپنے ذہنی توازن بگڑنے کا مجھے خود بھی شدت سے احساس ہوتا تھا اور میں اپنی صحت کے لئے ہر وقت اللہ سے دعائیں کرتا رہتا

Scanned by CamScanner

تھا۔ نماز پڑھنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہونے دیتا تھا، سخت ترین دھوپ اور گرمی میں گھر سے باہر دور دور تک نکل جاتا تھا اور ہر وقت اپنے خیالات کاغذ پر لکھتا رہتا تھا اور اس مقصد کے لئے بہت سے سفید کاغذ اپنے ساتھ رکھتا تھا پھر وہ کاغذات کسی کو زبردستی پڑھ کر سناتا تو سکون محسوس ہوتا، بعد ازاں وہ کاغذ پھاڑ کر دوسرا کاغذ لکھنا شروع کر دیتا تھا اور یوں یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا تھا۔ رات بھر نیند نہیں آتی تھی اور ساری رات کاغذ پر اپنے خیالات لکھتا رہتا تھا، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس طرح کی ہر ذہنی بیماری سے محفوظ رکھے (آمین)۔ ایسی حالت میں میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد شفیع طور نے اپنے آپ خود ہی میرا علاج کرنے کی کوشش کی مگر بے سود، شہر کے ایک حکیم سے بھی تقریباً ایک ہفتہ دوا لی مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا، بلکہ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' ایسے عالم میں مجھے دوست اور دشمن کو سمجھنے میں بہت مدد ملی، تقریباً ایک ماہ کے بعد ٹنڈو آدم میں ایک حکیم صاحب کا شہرہ سن کر اس کے پاس گیا۔ وہاں پر حکیم صاحب نے پورا ایک سال تک میرا علاج کرنے کی کوشش کی۔ پیسہ تو بہت خرچ ہوا مگر افاقہ کچھ نہ ہوا اور سفر کی تکالیف بھی بہت برداشت کرنی پڑی۔ اس ایک سال کے عرصہ میں مجھے بے شمار عاملوں اور نام نہاد سیانوں نے یہی کہا کہ تم پر کسی جن (آسیب) کا سایہ ہو گیا ہے اور صرف ہم ہی تمہارا علاج کر سکتے ہیں مگر اللہ کے فضل سے باوجود ذہنی توازن خراب ہونے کے مجھے اس طرح کے ٹونے ٹوٹکوں پر کبھی اعتماد نہیں ہوا۔ لہٰذا میں ان کے چنگل سے محفوظ رہا اسی دوران لاہور کے ایک مشہور حکیم اور روحانی معالج ہونے کے دعویدار اور بااثر شخص سے اتفاقاً محراب پور میں ہی ملاقات ہو گئی، موصوف بہت سی روحانی اور اسلامی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور لاہور سے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہونے والے

Scanned by CamScanner

ایک روحانی رسالہ کے ایڈیٹر بھی ہیں، نیز جنات کے ساتھ تعلق رکھنے کے دعویدار بھی ہیں (ان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا) ان سے ملاقات تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی اور اس ملاقات میں ہی میں نے ان کو اپنی کتاب ''نقش وفا'' بھی پیش کی، جبکہ انہوں نے بھی اپنی دو کتابیں عنایت فرمائیں، اسی دوران، میں نے ان سے اپنی ذہنی کیفیت بیان کی تو انہوں نے تقریباً ایک منٹ تک اپنی آنکھیں بند کرنے کے بعد فرمایا کہ جس وقت آپ اس عورت کی تدفین کے لئے قبرستان گئے تھے تو اسی وقت مرحومہ کا ہمزاد آپ پر سوار ہو گیا تھا، آپ اگر اس سے چھٹکارا حاصل کر کے شفایاب ہونا چاہتے ہو تو ابھی جا کر مرحومہ کی قبر کی مٹی لے آئیں تو اسی وقت میں آپ کا علاج کر دیتا ہوں۔ یہ سن کر میں بڑا حیران ہوا لیکن اللہ کے فضل سے مجھے اس طرح کی لغو باتوں پر بالکل بھی یقین نہیں تھا اور وقت بھی اتنا نہیں تھا کیونکہ وہ لوگ روانگی کے لئے تیار بیٹھے تھے، جبکہ مغرب کی اذان بھی ہونے ہی والی تھی۔ میں نے قبرستان دور ہونے کا عذر پیش کیا تو انہوں نے مجھے ایک اور نہایت ہی عجیب وغریب نسخہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ رات کی بچی ہوئی سات عدد روٹیاں صبح کے وقت اپنے سر پر رکھیں اور سات بار فلاں سورۃ، سات بار فلاں درود وغیرہ۔ اسی طرح کئی قسم کے وظائف پڑھنے کو بتائے، بعدازاں وہ روٹیاں گھر کی چھت پر باریک ٹکڑے کر کے ڈال دیں تا کہ انہیں پرندے کھا لیں یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں تو آپ پر سے وہ ہمزاد اتر کر بھاگ جائے گا اور آپ تندرست ہو جائیں گے۔ ان کے جانے کے بعد جب میں نے اس عمل پر غور کیا تو یہ عمل مجھے شریعت محمدی کے خلاف نظر آیا لہٰذا یہ عمل کرنا میں نے گوارا ہی نہیں کیا۔

اسی دوران 2011ء کے لئے حج کے فارم بھرے جانے لگے تو میرے ذہن میں بھی

Scanned by CamScanner

حج کا خیال اور شوق پیدا ہوگیا۔ چنانچہ میں نے اسی بیماری کے زیر اثر اللہ کے حکم سے حج کے فارم بنک میں جمع کروادیئے اور جب میرا نام اللہ کی مشیت کے مطابق حج کے لئے کنفرم ہوگیا تو مجھے پریشانی اور بے حد گھبراہٹ ہونا شروع ہوگئی، بے چینی مزید بڑھ گئی، جہاز میں بیٹھنے کا خیال آتا تو سانس رکتا ہوا اور دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا، حج کے ہجوم کا اور طواف کعبہ کا تصور آتا تو بھی دم گھٹنے لگتا کہ اتنے ہجوم میں کس طرح چلوں گا؟ اس طرح کے بے شمار خیالات آتے تو پریشانی اور گھبراہٹ مزید بڑھتی رہتی اور میں خدا کے حضور ہر وقت اپنی صحت یابی کے لئے دعا کرتا رہتا، کئی بار میں نے اپنے پیسے واپس لینے کا بھی خیال ظاہر کیا مگر ہر شخص نے مجھے منع کیا کہ اگر اللہ نے تیرے فارم حج کے لئے قبول کر لیے ہیں تو اللہ تمہیں حج بھی خیریت کے ساتھ کروادے گا۔ بہرحال حج کی مشقتوں کا سوچ کر میری حالت خراب سے خراب تر ہوتی جارہی تھی کہ اللہ نے اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا اور ہمارے پھوپھی زاد عبدالحمید چوہان نے مجھے کراچی کے ایک ڈاکٹر محمد اقبال آفریدی (ماہر سائیکاٹرسٹ) کے پرائیویٹ کلینک پر پہنچادیا۔ ڈاکٹر صاحب کراچی جناح اسپتال کے شعبہ نفسیات کے انچارج بھی ہیں، ڈاکٹر اقبال آفریدی نے معائنہ کرنے کے بعد مجھے O.C.D.........

(OBSESSIVE CAMPULSIVE DISORDER)

کی بیماری تشخیص کی اور دوائیں دیں۔ پہلی خوراک کھاتے ہی مجھے بے حد افاقہ محسوس ہوا اور چند روز کے بعد مجھے حج پر جانا آسان نظر آنے لگا، اللہ کے فضل و کرم سے چند ماہ کے بعد ڈاکٹر سے مشورہ کر کے، دوائیں ساتھ لے کر میں حج پر چلا گیا اور بڑے اچھے طریقے سے حج کی سعادت حاصل کی، حج کے بعد طبیعت روز بروز

Scanned by CamScanner

بہتر سے بہتر ہوتی چلی گئی اور اب میں اللہ کے فضل و کرم سے سو فیصد تندرست اور صحت مند ہوں اور اس بیماری سے پہلے مجھے جو چھوٹی موٹی بیماریاں تھیں وہ بھی اللہ نے دور کر دی ہیں۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اب وہی عامل اور نام نہاد حکیم اور سیانے حیرت سے مجھے دیکھتے ہیں اور میں سوچتا ہوں کہ انہیں جو ہمزاد، جنات اور آسیب

مجھ پر نظر آئے تھے وہ سب کہاں چلے گئے؟

آج سے چند ماہ قبل اسی موضوع پر ایک جاننے والے سے بات ہو رہی تھی چنانچہ موصوف نے فرمایا کہ جنات تو برحق ہیں، میں نے عرض کیا کہ جناب، جنات تو واقعی برحق ہیں لیکن یہ کسی کے موکل وغیرہ نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ کوئی عفریت یا کوئی بھوت اور پری وغیرہ قسم کی کوئی مخلوق ہوتے ہیں، یہ سن کر ان صاحب نے کہا کہ کیا بات کرتے ہو؟ میرے نانا جان مرحوم کے پاس جنات میں سے دو تین ''جن'' موکل ہوتے تھے اور جو کام بھی انہیں کرنے کو کہا جاتا وہ سرانجام دیتے تھے، ایک بار جب میں بہت کم عمر تھا تو ایک تقریب کے موقعہ پر بہت سے رشتہ داروں نے نانا جان پر زور دیا کہ بھئی آج تو آپ ہمیں اپنے موکل جن سے کہہ کر بدایوں کے پیڑے کھلوا دو، چوں کہ ہمارے بزرگوں کا تعلق پاکستان بننے سے قبل ہندوستان کے شہر ''بدایوں'' سے تھا اور بدایوں کے پیڑے بہت مشہور ہوتے تھے، لہٰذا سب نے زور دے کر بدایوں کے پیڑے کھانے کی فرمائش کی، نانا جی نے بہت ٹال مٹول کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ ان کی ضد کے سامنے مجبور ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ''موکل جن'' کو بدایوں شہر سے پیڑے لانے کا حکم دے دیا اور ایک بکس نما ڈبہ ڈھک کر ہم سب کے سامنے رکھ دیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد نانا جان

Scanned by CamScanner

نے ڈبے کا ڈھکن اٹھایا تو ڈبے سے تھوڑا سا دھواں نکلا بعدازاں نانا جان نے ڈبے کے اندر ہاتھ ڈال کر پیڑے نکالے جو کہ بلکل تازہ تھے۔ یہ قصہ سن کر میں نے موصوف سے کہا کہ بھائی صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ پیڑوں سے کبھی دھواں نہیں نکلتا چاہے وہ کتنے ہی تازہ کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد قابل غور بات یہ ہے کہ اتنی جلدی ''موکل جن'' انڈیا کے شہر بدایوں سے ہو آئے اور وہاں سے پیڑے بھی لے آئے، چلیں فرض کر لیتے ہیں کہ فاصلے اور دوریاں جنات کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتے لیکن جس دکان سے پیڑے غائب ہوں گے تو وہ دکاندار تو لازمی پریشان ہوگا کہ مال کون لے گیا؟ جس پر موصوف نے کہا کہ بھئی ''جنات'' انسان کی شکل میں جاتے ہیں اور دکاندار سے باقاعدہ مٹھائی خرید کر کے لاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر ڈبے وغیرہ میں مٹھائی ڈالنے کے تکلف کی کیا ضرورت ہے، جس طرح دکاندار سے پیڑے خریدے گئے اسی طرح انسان کی شکل میں آ کر بھی ہمیں پیڑے دے سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ پیڑے کسی ڈبے میں پیک کر کے ہی لے کر آئے گا تو وہ ڈبہ کہاں ہے؟ جبکہ پیڑوں کے ڈبے پر دکان کا ایڈریس اور نام بھی لکھا ہوا ہونا چاہیئے اور دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ''جن'' کے پاس رقم کہاں سے آئی؟ اگر کہیں سے رقم

چوری کی گئی ہے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ رقم کا مالک لازمی اپنی چوری شدہ رقم کی رپورٹ وغیرہ ضرور کسی تھانے میں لکھوائے گا اور اگر اس طرح کی چوریوں کا سلسلہ چل نکلے تو ملک بھر کے بنک خالی ہو جائیں گے۔ کیونکہ جن لوگوں کے پاس جنات موکل ہیں وہ تو باآسانی کسی بھی بنک سے جتنی چاہیں رقم نکلوا سکتے ہیں، دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہ موکل ''جن'' صرف اتنی سی مٹھائی یا پیڑے کیوں لایا

Scanned by CamScanner

جوکہ صرف ایک ڈبے میں ہی آسکے اگر اتنی دور سے کسی جن نے مٹھائی لانا ہی تھی تو وہ کئی ٹوکرے پیڑوں کے بھر کر لاتا تاکہ سب گھر والے لوگ سیر ہو کر کھاتے اور عزیز واقارب کو بھی تقسیم کئے جاتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سب شعبدہ بازوں کی شعبدہ بازیاں ہیں ورنہ اس طرح کے موکل رکھنے والے لوگ مفلوک الحال نہ ہوتے جوکہ ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اس طرح کے عمل کرنے والے تقریباً تمام لوگ پریشان اور مفلوک الحال ہوتے ہیں اور اپنی شعبدہ بازیوں کے تھوڑے تھوڑے پیسے لوگوں سے وصول کر کے اپنا گذارہ کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم میں سے بیشتر لوگوں نے یہ مشاہدہ بھی کیا ہوگا اور پرانے لوگ تو اکثر یہ دیکھتے تھے کہ کسی جگہ سے گھر یا دکان وغیرہ سے آسیب کا سایہ دور کرنے کے لئے لوبان کی دھونی دیتے تھے اور آج کل بعض بھکاری لوبان کی دھونی ہاتھ میں لیکر دکانداروں سے بھیک مانگتے پھرتے ہیں اور لوبان کے ذریعے دکانوں سے بے برکتی اور آسیب کا اثر ختم کرنے کا عمل کرتے ہیں، آج کی سائنس نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ لوبان کے دھویں سے گندے جراثیم مرجاتے ہیں لہٰذا آج کے دور کی بہت سی جراثیم کش ادویات میں بھی لوبان استعمال کی جاتی ہے تاکہ بیماری کے جراثیم سے محفوظ رہا جاسکے۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم بات جوکہ مجھے اس کتاب کے پہلے باب، قابل غور دلائل میں لکھنی چاہیئے تھی وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ قرآن کریم میں احادیث میں اور تواریخ میں مختلف انداز سے بے شمار اہم شخصیات کے نام بتائے گئے، انبیاء علیہ السلام کے علاوہ نیک اور بد، مسلمان اور کافر اور دیگر ایسے اصحاب کے نام بھی لکھے گئے ہیں جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے، جنہوں نے اللہ کے راستے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے یا جنہوں نے

Scanned by CamScanner

پہلے پہل اسلام قبول کیا، یا جنہوں نے اللہ کے رسولوں کے ساتھ دشمنی کی یا جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے، ایسے تمام لوگوں کے نام اور ان کی تفاصیل ہمیں مختلف کتب میں ملتی ہیں، مگر کسی بھی کتب میں کسی بھی جن کا نام یا جنات کے کسی قبیلے خاندان کا نام یا سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے کسی جن کا نام یا اللہ کے راستے میں کوئی مشقت برداشت کرنے والے جنات کا نام یا اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے کسی بھی جن کا نام ہمیں نہیں ملتا ہے، بلکہ سرے سے کسی جن کا نام ہی کہیں پر نہیں ملتا ہے۔ جہاں پر بھی لکھا گیا ہے تو صرف جن یا جنات ہی لکھا گیا ہے۔ اس کی کوئی بھی شناخت نہیں لکھی گئی یا کسی بھی جن کا کوئی الگ سے کارنامہ نہیں لکھا گیا اور نہ ہی کسی مخصوص جن کا نام لے کر اس کی کوئی برائی یا کفر وغیرہ لکھا گیا ہے، اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ''جن'' کسی بھی نبی کی شریعت کا ماننے والا نہیں ہوتا بلکہ کسی بھی نظر نہ آنے والی تخریبی قوت کو ہی جن کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء میں اہم انبیاء کے نام بتائے گئے ہیں، فرشتوں میں اہم فرشتوں کے نام بتائے گئے ہیں اور شیطان کا نام بھی بتایا گیا ہے یہاں تک کہ قرآن کریم نے بعض بتوں کے نام بھی بیان فرمائے ہیں جیسا کہ، لات، منات اور عزیٰ وغیرہ جبکہ انسانوں میں سے بھی اہم انسانوں کے نام بتائے گئے ہیں، لیکن جنات میں سے کسی بھی ''جن'' کا نام کہیں پر بھی نہیں بتایا گیا، صرف اسی لئے کہ جنات کو صرف ''جن'' یا ''جنات'' ہی کہا جائے گا۔ اس کا کوئی نام نہیں ہوتا۔

Scanned by CamScanner

وادی جن، مدینہ منورہ

اب آخر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بات کو مزید واضح کرنے کے لئے ایک اور اپنا ذاتی واقعہ بھی پیش کردوں۔ سال 2011ء کے آخر میں 24 اکتوبر سے 3 دسمبر تک اللہ کے فضل و کرم سے مجھے فریضہء حج ادا کرنا نصیب ہوا۔ حج سے تقریباً 3 سال قبل جولائی 2008ء میں مجھے عمرہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی۔ جب میں عمرہ کرنے کے بعد واپس آیا تو مجھ سے کئی دوستوں اور عزیزوں نے پوچھا تھا کہ ''کیا آپ نے مدینہ منورہ میں'' ''وادی جن'' کو بھی دیکھا؟ مجھے بڑا تعجب ہوا، کیوں کہ اس سے قبل میں نے کبھی بھی ''وادی جن'' کا نام نہیں سنا تھا، چنانچہ میرے دل میں ''وادی جن'' کے بارے میں جاننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور بعدازاں مجھے وادی جن کے متعلق کئی طرح کے قصے سننے کا بھی اتفاق ہوا، مثلاً بعض لوگوں نے بتایا کہ اس وادی میں جنات کا بسیرا ہے اور وہاں پر جو لوگ بھی جاتے ہیں ان کا جنات سے واسطہ پڑتا ہے۔ نیز یہ بھی کہ وہاں پر ہر قسم کی گاڑی مثلاً کار، جیپ اور ویگن وغیرہ خودبخود یعنی بغیر کسی ڈرائیور کے چلتی ہے اور بعض گاڑیوں میں وہاں پر انسان کی شکل میں جنات بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح کی عجیب اور مافوق الفطرت کہانیاں سن کر مجھے بڑی خوشگوار حیرت ہوتی تھی۔ چنانچہ میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ اگر آئندہ کبھی دوبارہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حجاز مقدس بلایا تو انشاء اللہ اس ''وادی جن'' کو ضرور دیکھوں گا اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ

Scanned by CamScanner

مجھے حج کرنا نصیب ہوگیا اور اللہ کے فضل سے ہمیں ادائیگی حج کے بعد آخری آٹھ (8) ایام مدینہ منورہ میں قیام کے لئے نصیب ہوئے۔ میں مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ''وادی جن'' کو دیکھنے کے لئے خدا کے حضور، دعائیں بھی کرتا رہا، کیونکہ وہاں پر کوئی عام سواری گاڑی نہیں جاتی تھی۔ بلکہ وہاں تک جانے کے لئے اسپیشل مکمل گاڑی کرایہ پر لینا پڑتی تھی اور جیسا کہ یہ جگہ مدینہ منورہ سے کافی دور پہاڑوں کے درمیان ہے۔ اس لئے مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے؟ اللہ نے میری دعائیں قبول کیں اور میرا وادی جن تک جانے کا سبب بن گیا۔ وہ یوں کہ میرا ایک جاننے والا حیدرآباد کا رہائشی ڈاکٹر علی حسن صاحب مدینہ کے سرکاری اسپتال میں ''نیوروسرجن'' مقرر تھا۔ ان سے ملاقات ہوگئی اور ہم نے ان کے سامنے اپنے شوق کا اظہار کردیا۔ چنانچہ انہوں نے بخوشی ہمارا شوق پورا کرنے کا وعدہ کرلیا اور ایک مقررہ دن وہ ہمیں اپنی کار میں ''وادی جن'' کی طرف لے چلے، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دراصل وادی جن کا اصل نام ''وادی بیضا'' ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ وادی انڈے کی شکل کی طرح بیضوی ہے، عربی زبان میں انڈے کو ''بیضا'' بولتے ہیں۔ لہٰذا وادی بیضا کا مطلب ہوا انڈے کی شکل جیسی وادی، اس وادی کے تین اطراف بڑے بڑے پہاڑ ہیں جن کے درمیان سڑک انڈے کی طرح گول گھومتی ہوئی ایک یوٹرن سے واپس مڑتی ہے، ہمارے علاوہ چند ایک اور بھی گاڑیاں وہاں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ راستے میں بھی کئی جگہوں پر ٹینٹ (خیمے) وغیرہ لگا کر لوگ فیملیز اور بچوں کے ساتھ وہاں پر رہ رہے تھے۔ شاید وہ لوگ شہر سے دور پکنک یا آؤٹنگ اور تفریح کرنے کی غرض سے وہاں پر آئے ہوئے تھے، بہرحال ہم جب روڈ کے آخری سرے پر پہنچے اور وہاں پر

Scanned by CamScanner

بنے ہوئے ایک راؤنڈ اباؤٹ (ایک بڑا گول دائرہ) سے ہماری گاڑی نے یوٹرن لیا تو ڈاکٹر صاحب نے (جو کہ گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے) کار کا انجن بند کر دیا۔ لیکن یہ دیکھ کر ہمیں بے حد حیرت ہوئی کہ گاڑی باوجود انجن بند ہونے کے چالیس کی اسپیڈ سے بھاگ رہی ہے اور یہی چیز تھی جس کو لوگوں نے کچھ کا کچھ بنا لیا تھا اور عجیب عجیب قسم کی من گھڑت افواہیں پھیلا رکھی تھیں ان تمام باتوں کے باوجود خوف نام کی کوئی چیز ہمیں محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی یا گھبراہٹ محسوس ہوئی، بلکہ اس ایڈونچر میں بڑا لطف محسوس ہو رہا تھا، گاڑی تقریباً ایک ڈیڑھ کلومیٹر تک بند انجن کے ساتھ چلتی رہی اور ایک مقام پر رک گئی۔ وہاں سے دوبارہ انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی چلانا شروع کی۔ ایک بات اور وہاں کے متعلق مشہور تھی کی وہاں پر اگر پانی انڈیلا جائے تو پانی ڈھلان کے بجائے اونچائی کی طرف جاتا ہے، لیکن یہ بات ہمیں وہاں نظر نہیں آئی کیوں کہ ہم نے خود وہاں پر پانی ڈال کر دیکھا تھا مگر پانی وہاں پر جوں کا توں پڑا رہا۔ اس مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پہاڑوں سے ڈھکی یہ وادی بڑی حسین ہے اس لئے لوگ یہاں پر تفریح کی غرض سے بھی آتے ہیں مگر انہیں یہاں پر کوئی جن وغیرہ نظر نہیں آتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے خیال میں یہ مقناطیسیت یا گریوٹی (Gravity) کشش ثقل کا مسئلہ ہے یا پھر یہ سڑک کی ڈھلان ہے جو کہ پہاڑوں کی مخصوص طرز کی وجہ سے دیکھنے والوں کو محسوس نہیں ہوتی۔ یہ اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ گاڑی واپسی میں ہی خود بخود چلتی ہے، یہاں پر آتے ہوئے نہیں چلتی جبکہ واپسی میں بھی گاڑی ایک محدود فاصلے تک ہی چلتی ہے اور اس کے بعد گاڑی معمول کے مطابق ہی چلانا پڑتی ہے۔ بہرحال بات میں وزن تھا اور یہی بات

Scanned by CamScanner

درست بھی معلوم ہوتی ہے۔

باالغرض اگر ہم وادی جن میں جنات کوتسلیم بھی کر لیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں پر ''جنات حضرات'' اور کوئی دوسری حرکت کیوں نہیں کرتے ؟ اور نہ ہی وہ کسی کو بھی وہاں پر تنگ کرتے ہیں صرف ڈرائیونگ کا شوق پورا کرتے ہیں اور وہ بھی صرف وہاں سے واپسی کے وقت ، وادی میں جاتے وقت کسی بھی جن کو ڈرائیونگ کا شوق نہیں ہوتا۔ اگر ہم ان باتوں پر صدق دل سے غور کریں اور جذبات سے الگ ہو کر غیر جانبدارانہ سوچ اختیار کر لیں تو ہمیں اس طرح کے تمام گورکھ دھندے سمجھ میں آ سکتے ہیں، ادائیگی حج کے کچھ عرصہ بعد ایک اخباری میگزین میں ایک تحقیقی مضمون نظر سے گذرا جس کا عنوان تھا ''مدینہ منورہ میں وادی جن'' اس کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ پوری دنیا میں اس قسم کے تین مقامات ہیں دیگر دو مقامات کا ذکر بھی مضمون نگار نے کیا تھا جن کے نام اب ذہن سے محو ہو چکے ہیں جبکہ تیسرا مقام یہی مدینہ منورہ میں ''وادی بیضا'' لکھا تھا۔ مضمون نگار نے بھی تقریباً ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے ملتی جلتی باتیں ہی لکھیں تھیں کچھ دیگر سائنسی وجوہات بھی بیان کی گئیں تھیں وہ بھی اب یاد نہیں ہیں لیکن جنات وغیرہ کا کوئی ذکر بھی اُس مضمون میں نہیں تھا۔

چنانچہ اگر ہم تحقیقی نظر سے اس طرح کے واقعات کی چھان بین کریں تو ہمیں صاف معلوم ہو جائے گا کہ۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

(غالب)

Scanned by CamScanner

غلام محمد وامق کی دیگر تصنیفات

1۔نقش وفا (شاعری)

2۔اسیر آرزو (شاعری)عنقریب شائع ہوگی

3۔جنات کی حقیقت (تحقیقی کتاب)

4۔دعااور تقدیر (آئندہ آنے والی ایک اور تحقیقی کتاب)

طلب فرمائیں: المہران بک ڈپو محراب پور (سندھ) سے اور دیگر کتب خانوں سے

Scanned by CamScanner

An Investigative, A Creative, and Research Based Book.

محترم غلام محمد وامق صاحب 28 نومبر 1957ء کو ضلع نواب شاہ کے شہر محراب پور سندھ میں پیدا ہوئے۔ (اب یہ شہر ضلع نوشہرو فیروز میں ہے) میٹرک محراب پور گورنمنٹ ہائی سکول سے پاس کی۔ انٹر خیر پور میرس سے کیا۔ جبکہ بی اے کی ڈگری اردو آرٹس کالج کراچی سے حاصل کی۔

ملازمت اور تعلیم کے سلسلے میں آپ نے تقریباً 6 سال کراچی میں قیام کیا۔ جہاں پر اپنے فطری رجحان کے باعث ادبی حلقوں میں متعارف ہوئے۔ بعد ازاں دسمبر 2000ء میں وامق صاحب کا ایک شعری مجموعہ "نقشِ وفا" شایع ہوا جسے کافی پزیرائی حاصل ہوئی۔

وامق صاحب کا رجحان شاعری کے ساتھ ساتھ۔ تاریخ اور تحقیق کی طرف بھی بہت رہا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ انہوں نے زیر نظر کتاب "جنات کی حقیقت" لکھی۔ اور میرے خیال میں انہوں نے لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور اپنے موضوع سے انصاف بھی کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ زیر نظر کتاب سے لوگوں میں ایک نئی سوچ اور نئی فکر پیدا ہوگی۔ امید ہے کہ اس سے لوگوں کے اندر سے اوہام پرستی کے جراثیم ختم ہو جائیں گے۔

عبدالرحمن شیخ۔ خیر پور میرس سندھ

Scanned by CamScanner